ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

اپنے رب کی

راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

ایمانی تقریریں

حضرت علامہ الحاج عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی مدظلہ

رومی پبلیکیشنز

۳۸۔ اردو بازار ـــــ لاہور ۲

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

اپنے رب کی

راہ کی طرف بُلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

ایمانی تقریریں

حضرت علامہ الحاج عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی مدظلہ

رومی پبلیکیشنز

۳۸، اُردو بازار ـــــــ لاہور ۲

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
ACC NO. 048877
MAILSI

نام کتاب ——— ایمانی تقریریں

مصنف ——— علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی مدظلہ

محرک ——— سید اعجاز احمد

مصحح ——— محمد مختار حق عالم

کتابت ——— محمد نعیم خوشنویس۔ حضرت کیلیانوالہ

ناشر ——— رومی پبلیکیشنز۔ لاہور

مطبع ——— عالمین پرنٹرز۔ لاہور

قیمت ——— ۲۱ روپے

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

واحد تقسیم کار

فرید بک سٹال ۴۰ اردو بازار، لاہور ۲

عرضِ حال

ایک مُدتِ دراز سے احباب اہلِ سنت خصوصاً مخلصین تلامذہ کا شدید اصرار تھا کہ میں چند مواعظ نہایت ہی عام فہم و سلیس زبان میں تحریر کردوں، تاکہ علماء و طلبہ و عوام سبھی ان سے مستفید ہو سکیں مگر مشاغل درس و مواعظ و فتاویٰ و دیگر تصانیف کی مصروفیات سے اتنی مہلت ہی نہیں ملی کہ ارشادِ احباب کی تعمیل کروں۔ لیکن بالآخر احباب کے پیہم تقاضوں سے مجبور ہو کر فی الحال سات تقریروں کا مجموعہ۔

ایمانی تقریریں

ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں جو حسبِ ذیل عنوانوں پر مشتمل ہے۔

ربّ العالمین، رحمتہ للعالمین۔ سیّد المرسلین، محبوبِ العارفین، حضورِ العاشقین قرآن مبین، بشارۃ المومنین۔ امیدوار ہوں کہ احباب میری کوتاہیوں سے درگزر اور غلطیوں کی تصحیح فرما کر مجھے اپنی دعائے صلاح و فلاح سے سرفراز فرماتے رہیں گے اور وعدہ کرتا ہوں کہ اگر احباب نے اس سلسلے کو پسند فرمایا تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے دوسرے حصے بھی بہت جلد تحریر کر کے نذرِ ناظرین کردوں گا کیونکہ ابھی بہت سے ضروری مضامین دماغ کی کوٹھری سے نوکِ قلم و صفحۂ قرطاس پر آنے کے لیے بے قرار ہیں، قدر دانوں کی دعوتِ کرم کا انتظار ہے۔

اگرچہ سلسلۂ نطق گسست آما — چہ گویم ایں کہ ہنوزم چہ آرزو باقی است
ورق تمام شد و قصہ ناتمام بماند — شبِ آخر آمد و صد گونہ گفتگو باقی است

نیاز مند :- عبد المصطفےٰ الاعظمی عفی عنہ گوری - ۲۶ رمضان ۱۳۸۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس پیش کش کو حضرت والد ماجد

جناب حافظ **عبدالرحیم** صاحب قبلہ اشرفی

رحمۃ اللہ علیہ کے

نام سے معنون کرتا ہوں جو ۲۰ صفر ۱۳۸۷ھ کو رحلت فرما گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

ناظرین کرام : ایصالِ ثواب فرما کر ممنون فرمائیں

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پہلا وعظ		لطیفہ	۳۵
رب العالمین	۱۱	حاضر جواب بڑھیا	۳۸
گنگا کا جواب	۱۴	اسلامی توحید	۳۹
ہمالیہ کا وعظ	۱۵	شرک کیا ہے؟	۴۲
پودوں کی تقریر	۱۶	لطیفہ	۴۲
درختوں کا نعرہ	۱۷	دیوبندی دلیل کا رد	۴۴
چاند اور سورج کا خطبہ	۱۹	کلمہ طیبہ	۴۶
مخلوق دلیل خالق	۲۰	دوسرا وعظ	
دانشمند اعرابی	۲۲	رحمۃ للعالمین	۴۸
امام ابوحنیفہ کا مناظرہ	۲۴	محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۵۵
لطیفہ	۲۵	گل دستہ نعت	۵۶
امام مالک کا استدلال	۲۶	گرو نانک کی چوپائی	۵۸
امام شافعی کی دلیل	۲۸	ایک نکتہ	۵۹
عالم اکبر، عالم اصغر	۳۰	جنتی ربیعہ	۶۰
نماز افضل العبادات کیوں ہے؟	۳۲	ہوشیار لونڈی	۶۳
ایک منکر خدا کا انجام	۳۴		

عنوان	صفحہ
بہلول دانا	٦٥
زباں بردار زمین	٦٦
زمین کی ٹھکرائی ہوئی لاش	٦٨
پانی دودھ بن گیا	٦٨
حضرت انس کا دسترخوان	٦٩
خوفناک آندھی	٧٠
لکڑی کی تلوار	٧١
ٹہنی کی ٹارچ	٧٢
حضرت ابوہریرہ کی تھیلی	٧٢
ترکیب نحوی	٧٣
حیات النبی	٧٦
عالم ماکان ومایکون	٧٨
حضرت جبرئیل پر رحمت	٧٩
مومنین پر رحمت	٨٠
کفار پر رحمت	٨١
غلاموں پر رحمت	٨٢
زید بن حارثہ	٨٢
عورتوں پر رحمت	٨٣
بوڑھوں اور کمزوروں پر رحمت	٨٣
جانوروں اور درختوں پر رحمت	٨٣
تعلیم رحمت	٨٥
اسلام ایک وسیع مذہب ہے	٨٥
حرفِ آخر	٨٦
تیسرا وعظ	٨٩
سید المرسلین	٨٩
ایک بدعقیدہ کٹھ ملا	٩٢
رسول	٩٥
معراج موسوی	٩٨
معراج محمدی	٩٩
موسیٰ علیہ السلام کی نظر	١٠٠
ایک دیوبندی طالب علم	١٠٣
کتنے جنتی، کتنے دوزخی	١٠٣
نبی	١٠٦
جنتی بلال	١٠٧
سرپا شفا خانہ	١١٠
سو برس کا جوان	١١٠
جوان بڑھیا	١١٠
سو بچوں کا باپ	١١٠
قتادہ کی آنکھ	١١٠

عنوان	صفحہ
نبی اور علم غیب	۱۱۳
مغلوب غالب ہوگا	۱۱۳
کون کب اور کہاں مرے گا؟	۱۱۲
ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔	۱۱۴
کون پہلے اور کون بعد کو مرے گا؟	۱۱۴
ابوذر کا کفن	۱۱۴
حضرت علی کی شہادت	۱۱۵
اُمی	۱۱۵
مبشر توراۃ وانجیل	۱۱۶
آمر وناہی	۱۱۶
اچھائی اور برائی کی کسوٹی	۱۱۷
انسانیت کا محسن اعظم	۱۱۸
نافع الخلائق، دافع البلاء	۱۱۹
لطیفہ	۱۱۹
صاحب النور	۱۲۰
فلاح کی چار شرطیں	۱۲۱
ایمان	۱۲۲
تعظیم رسول	۱۲۴
نصرت رسول	۱۲۷
قرآن کی پیروی	۱۲۹

عنوان	صفحہ
چوتھا وعظ	
محبوب العارفین	۱۳۲
لیلیٰ مجنوں کی کہانی	۱۳۵
قیامت کی تیاری	۱۴۲
انصار کا ایثار	۱۴۳
بلال کا استقلال	۱۴۵
عمار آگ کے کوئلوں پر	۱۴۵
خباب کی جلی ہوئی پیٹھ	۱۴۶
بی بی سمیہ کا خون	۱۴۶
زید بن دثنہ کی شہادت	۱۴۷
خبیب سولی پر	۱۴۸
انس بن نضر کے اسی زخم	۱۵۱
قدم رسول پر شہادت	۱۵۱
بیٹے کی تلوار باپ کا سر	۱۵۳
پاک بستر، ناپاک باپ	۱۵۳
شمشیر صدیق نور نظر پر	۱۵۴
ابوسلمہ کے زن و فرزند	۱۵۴
مدینے کی ایک ضعیفہ	۱۵۵
شمشیر عمر اور ماموں کا سر	۱۵۶
جہاد فی سبیل اللہ	۱۵۸

بسم الله الرحمن الرحيم
رب اشرح لي صدري

۹۱۶
۵۰

حمد باری تعالیٰ

حمد بے حد خدائے پاک را — کہ بنایش زخشت خاک را

ہست سبحانش مسلم مردہ — نیست گشتہ زندہ جاوید را

زندہ از خشک و ریا گنجیدہ — آب سرد بستوں را دادہ

ہیچ کس را ملک او نبود شریک — قوی و ضعیف آفریدہ

نعت شریف

بعد از حمد تو یا رسول اللہ — نگہ مے آید بر کار تو

غریب بے بضاعت سر بگشا — نگہ پائے تو یا رسول اللہ

از تو امید نہ بخشایش — بے کسانہ مے آید بر کار تو

سر نہادہ است بر درت سعدی

[illegible]

یہ وہ سوال تھا جو ہر دور اور ہر زمانے میں پوچھا گیا اور ہمیشہ صرح حرف سے
کا جواب بھی دیا گیا۔ لیکن میں آج کی مجلس میں چاہتا ہوں کہ اس کا جواب بجائے
انسانوں کے کائنات عالم کی دوسری چیزوں سے حاصل کیا جائے کیونکہ انسان
تو کبھی کبھی جھوٹ بھی بول دیتا ہے۔ اس لیے آیئے، اس علم کو ہم زمین و آسمان
کی ان چیزوں سے دریافت کریں جو کبھی جھوٹ نہیں بولتیں اور کبھی کسی کو فریب نہیں دیتیں
ہیں۔ آیئے! ہم اس سوال کو ان بے زبان چیزوں سے پوچھیں جو زبانِ حال سے
نہیں، بلکہ زبانِ حال سے اتنا اطمینان بخش جواب دیتی ہیں۔ کہ عقل انسانی حیران
اور بڑے بڑے زبان دراز بے زبانوں کے جواب سے عاجز ہو جاتے
ہیں۔

اچھا! آیئے چلئے! ہم ہندوستان کی مشہور ندی گنگا سے یہ سوال کریں۔ کہتے
گنگا! دیوی۔

"ایک خدا موجود ہے"!

گنگا کا جواب | توبہ! دورِ اسلام! گنگا ندی یقیناً یہی جواب دے گی۔ اے
انسان! تو کتنا جھوٹا اور کس قدر نادان ہے۔ مجھے دیکھ!
میں اتنی ہی مقتدر ہوں کہ جو شہر میں جا دوں تو میرا سیلاب بڑے بڑے شہروں کو
غرق کر دے میں غضبناک ہو جاؤں، تو میری موجوں کے تھپیڑے بڑے بڑے
شہروں کی اینٹ بجا دیں۔ ہمیشہ سیکڑوں گاؤں، ہزاروں بستیاں، لاکھوں
انسان، دو چار اور میرے خوف سے سہم کر ہمیشہ پڑھ جاتے ہیں۔ میری
طاقت میری قوت، دنیا کو مسلم ہے اور تمام انسان میری بے پناہ طاقتوں کے
قوانین کا لوہا مانتے ہیں۔ لیکن اے انسان! میری مجبوری و ناچاری کا یہ
عالم ہے کہ میں جس پہاڑ کے چشمے سے نکلی ہوں، ہزاروں برس سے
گھٹ گھٹ کر بہہ رہی ہوں۔ مجھے ایک دم کے لیے بھی سکون و قرار
نصیب نہیں ہے۔ میں برسہا برس سے روں رواں بہتی جا رہی ہوں۔ دیکھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پہاڑوں کی تعمیر

پانی چکنی سے تھوڑی سی دیر میں پاش پاش ہو کر فنا ہو جائیں گے۔ لیکن سخت
اور پتھریلی زمینوں کو پھاڑ کر باہر نکلتے ہیں۔ وہ سخت زمین جس کو ہونے کے پھاڑنے
میں بہ مشکل کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ہم اپنے نرم و نازک سروں سے اس زمین کو کھود کھود کر باہر
نکالتے ہیں۔ اور زمین سے غذا حاصل کر کے بڑھتے اور پھولتے پھلتے ہیں۔ اے
انسان! کیا تو آج بھی نہیں سمجھ سکتا کہ تم جیسے نرم و نازک اور کمزور پودوں کو آندھی
اور طوفان کی بخشنے والا ضرور کوئی وجود ہے کہ ہم اپنی کمزوری و نزاکت کے
باوجود پتھریلی اور سخت زمین کو پھاڑ کر نکل آتے ہیں۔ اے انسان کن سی قوت
والے وجود اور کس قدرت والی ہستی کا نام خدا ہے۔ جو یقیناً موجود ہے۔ بلا شبہ
موجود ہے۔ اور وہی واحد ہے کہ وہ دھندلے جن کی آنکھوں میں نور بصارت کے
ساتھ نور بصیرت بھی موجود ہے وہ ہم گھاسوں اور پودوں کو دیکھ کر ہر آواز بلند
پکار رہے ہیں کہ

ہر گیاہے کہ از زمیں روید
وحدہٗ لا شریک لہٗ گوید

یعنی ہر گھاس جو زمین سے اگتی ہے وہ خدا کی ہستی کا اعلان کرتی ہے اور
وحدہٗ لا شریک کا نعرہ حق بلند کرتی ہے!

درختوں کا تکلم

پردانِ ملت! اسی طرح گرمیت جیسے پھل دار درختوں سے سوال کریں کہ اے درختو! تم اس سوال کا جواب
دو! درست ہے!
کیا خاموش ہو گئے!
تم تو درخت ہو بے زبانی کے باوجود ایک زبان ہو کر یہی کہیں گے کہ اے
انسان! تو نے ہمیں بنایا ہے انسان، تو نے تو کبھی نہیں سوچا کہ تو کر دے گئے
ہیں ہم تو درختوں کو کاٹ کر اپنے گھروں کی زینت بنا لیتے ہیں اور سب کو ایک ہی جواب
دے دیتے ہیں لیکن کسی کے باوجود سب درختوں میں طرح طرح کے

وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ ۳

اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا اور اس میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور ہر قسم کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے وہی رات کو دن پر ڈھانکتا ہے۔ ان باتوں میں غور کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ ۴

اور زمین میں ٹکڑے ہیں پاس پاس ہوئے اور باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتی ہے اور کھجوریں کئی ایک جڑ سے اور جدا جدا جڑ سے ایک پانی سے سینچے جاتے ہیں اور ہم بڑائی دیتے ہیں بعضوں کو بعضوں پر کھانے میں۔ ان باتوں میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔

سیکڑوں ایکسیڈنٹ تصادم اور ٹکراؤ ہوتے رہتے ہیں۔ مگر چاند اور سورج اور ستاروں کی ٹریفک ہزاروں برس سے چل رہی ہے اور لاتعداد ستارے آسمانوں میں چل پھر رہے ہیں۔ مگر کبھی بھی سیاروں کی اس ٹریفک میں کوئی تصادم ٹکراؤ اور ایکسیڈنٹ نہیں ہوا۔ اور یہ سب خاص نظام کے ماتحت عام بال کا مربیارہ۔ اور آسمانوں کا ہر ستارہ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ کے کنڑوں کے مطابق اپنے اپنے آسمانوں میں اور اپنی اپنی مخصوص لائنوں پر سفر کر رہا ہے اور سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کے ٹائم ٹیبل کے موافق، چاند، سورج اور ستاروں کی ٹریفک ہزاروں برس سے بغیر کسی ایکسیڈنٹ اور ٹکراؤ کے بالکل ٹھیک ٹائم اور وقت پر چل رہی ہے۔ نہ کبھی اس ٹریفک میں کوئی ٹکراؤ ہوتا ہے۔ نہ یہ کبھی لیٹ ہوتی ہے۔ نہ اس میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ نہ یہ کبھی اپنے ٹائم ٹیبل سے ایک سیکنڈ آگے پیچھے۔ نہ اس کے نظام میں کوئی خلل پڑتا ہے۔ نہ ان کی رفتاروں میں کمی زیادہ کا فرق پڑتا ہے۔ تو سے انسان وہی قادر و غالب حکمت والا اور وہی خلّاق علیم ہستی ذات اور وہی علیم و خبیر ہستی خدا ہے اور اسی کا نام اللہ ہے اور وہ ہستی موجود ہے بے شک موجود ہے۔ بلاشبہ موجود ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

خلّاق دلیل خالق

برادرانِ اسلام، غرض زمین و آسمان کی ان تین چیزوں سے، تو آپ یہ سوال کریں گے کہ کیا خدا موجود ہے؟

تو یقیناً ہر چیز اپنی زبانِ حال سے یہی بیان کرے گی کہ بیشک خدا موجود ہے۔ کیونکہ مخلوق کا وجود خالق کے وجود کی سب سے بڑی دلیل ہے کیونکہ انسان کائناتِ عالم کے ذرّے ذرّے کو دیکھ کر فوراً عالم کا پیدا کرنے والا کیوں کہ ہر چیز میں کسی کے وجود، اس کی قدرت، اس کی حکمت کی سینکڑوں دلیلیں اور بے تعداد نشانیاں موجود ہیں۔ کسی سے کیا خوب کہا ہے۔

فہم ایسے اہلِ نظر کو ثبوت حق کیلئے
گر رسول نہ آتے تو صبح کاذب تھی

جس وجہ سے کہ ان خوش نصیب انسانوں نے زمین و آسمان کی مخلوقات و بصیرت کی آنکھوں سے دیکھا تو روز روشن کی طرح ان کی آنکھوں کے سامنے یہ حقیقت کی طرح آشکارا ہو گئی کہ صانع و موجد کا وجود ہے اور وہ بے مثل و بے نظیر ہے

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

یعنی یقین تمام مخلوقات کا یہ خالق ہے کہ وہ ہمہ تن دیدہ و دانش و فہم و بصیرت ہے جیسے حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے

ہے جہاں یہ کہ ہر ذرے میں جلوہ آشکار
کہ پہ ہر ذرہ یہ عرفاں کی نظر ہوتا ہے

یعنی خدا و قدوس کی ذات کی قدرت کا یہ وہ نقاب ہے کہ کوئی بھی ذرے ذرے کے ہر ذرے میں کائنات کے جلووں کی تجلیاں چمک رہی ہیں کہ تمام ذرے پاک ہستیوں کے وجود کی مشاہدہ کر سکتے ہیں لیکن کل بے حجاب کے وجود کا یہ پردہ پڑا ہوا ہے کہ عام انسانوں کے لیے اس کا دیدار ناممکن بنا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ عوام تو عوام بڑے بڑے خواص اور ہر معرفت کے دعویٰ بھی پکار اٹھے کہ ؎

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ ناپید نا شد تختۂ بر کنار

یعنی معرفت کے سمندر میں ہزاروں کشتیاں ان تو خرق ہو گئیں کہ ان کا ایک تختہ بھی ساحل تک نہ پہنچ سکا۔ اسی لیے بڑے بڑے عارفوں نے باوجود معرفت کے دعویٰ کے معرفت میں غرق ہو گئے مگر معرفت ہی کا دعویٰ بھی نہ کر سکا۔ اسی لئے کوئی دوسرے صاحب ذوق نے کیا خوب کہا ہے

"داستانِ اعراب"

مِنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّكَ ذِلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

(لقمان)

یعنی اللہ تم لوگوں کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائے
یہ نشانیاں کتنی ہیں جو شمار کرنے سے بڑھ
کے ہیں بہت زیادہ اور بہت بڑی بڑی نشانیاں
ہیں جن کو دیکھ کر وہ خدا کی معرفت حاصل کرتے
ہیں۔

ایک عربی شاعر نے بھی کیا خوب کہا ہے ؎

سَمٰوٰتٌ وَّاَرْضٌ وَّبَحْرٌ وَّبَرٌّ ۔۔۔ كُلُّهَا تُنْبِئُ بِاَنَّ لَهَا خَالِقٌ
وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَّهٗ اٰيَةٌ ۔۔۔ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

یعنی یہ آسمان، یہ زمین، یہ دریا، یہ سمندر، غرض تمام چیزیں مل کر
کے وجود اور ان کی وحدانیت پر گواہی دیتی ہیں اور کائنات عالم کی ہر ہر چیز میں مل کر
کے وجود و ہستی کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ اور ان کی بے زبان زبان سب کی
زبان ہو کر ملاتے کر رہی ہیں کہ خالق عالم، صانع خلائق، موجد کائنات و مبدع مخلوقات
ہے۔ یقیناً موجود ہے اور اسی کا نام اللہ ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ کا ایک مناظرہ

برادران اسلام! منقول ہے کہ ایک مرتبہ نیچر کے منکروں نے حضرت امام
اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ آپ کسی عقلی دلیل سے خدا
کے وجود کو ثابت کیجئے ورنہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے۔ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ
نے فرمایا کہ اچھا! پہلے تم لوگ میری ایک بات سنو، پھر ہو سکے تو قتل کر دینا۔
آپ نے فرمایا کہ میں نے آج دریا میں ایک کشتی دیکھی ہے جو مال و اسباب سے
لدی ہوئی تھی۔ اور دریا کی موجوں میں سرعت کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔ کہ پھر
کوئی ملاح نہیں تھا وہ کشتی خود بخود دریا کے پار اتر گئی اور مال کو بھی کسی نے

تھی اور پھر طوفان کی موجوں سے بچتی ہوئی آگے چلی جاتی تھی۔ امام علیہ رحمۃ اللہ علیہ آنسو پی کر رہ جاتے تھے کہ منکرین خدا کی جماعت شور مچانے لگی کہ غلط غلط بالکل غلط! یہ سراسر جھوٹ ہے اور بالکل عقل کے خلاف ہے۔ امام نے فرمایا کہ کیوں کیوں؟ یہ غلط بات ہے! یہ جھوٹ ہے! یہ خلاف عقل ہے! تو منکرین نے کہا کہ اے امام! ہماری عقل کبھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ کوئی کشتی بغیر ملاح کے اس طرح طوفان کی موجوں میں سلامتی کے ساتھ چل سکتی ہے۔ امام نے مسکرا کر فرمایا کہ اچھا خدا! جب ایک کشتی کا ایک ملاح کے بغیر طوفان میں چل سکنا تمہاری عقل تسلیم نہیں کرتی تو یہ زمین و آسمان کا سارا نظام بغیر کسی چلانے والے کے کس طرح چل سکتا ہے؟ کیا یہ بات تمہاری عقل میں آ سکتی ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام کی اس ذرا سی تقریر سے منکرین کے دلوں میں معرفت الٰہی کا ایسا نور چمک اٹھا کہ ان کے دل و دماغ سے کفر کے پردے اٹھ گئے اور توحید الٰہی کا آفتاب روشن طلوع ہو گیا۔ سب کے سب روتے روتے امام کے قدموں پر گر پڑے اور آپ کی حقانیت کے قائل ہو گئے۔ آپ کے یہ چند کلمات طیبات ہمارے لئے معرفت الٰہی کا خزانہ بن گئے۔ سب کے سب بے اختیار پکار اٹھے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمۂ حق سے فضائے آسمانی گونج گئی اور تمام منکرین مشرف بہ اسلام ہو کر نعمت کفر سے سرفراز اور دولت ایمان سے مالا مال ہو گئے۔

الحاد

حضرت! میں اس وقت ایک ایسے دہریہ کے خیالات پیش کرنا چاہتا ہوں جو خدا کے منکر اور مذہب سے بیزار ہیں۔ ہم تو آپ کے دست نگر ہیں ہم کو تسلیم ہیں نہیں۔ ہم تو آپ کے وجود کو نہیں مانیں گے جب تک آپ ہم خدا کو آنکھ سے نہ دیکھ لیں۔ اس دہریہ نے ایک پتلا اٹھا کر امام کے سامنے رکھ دیا اور خدا کا منکر

حضرت امام شافعی کی دلیل

اچھا! اب حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک واقعہ سن لیجئے۔ آپ ایک باغ میں تشریف فرما تھے کہ منکرین نے آپ کو گھیر لیا۔ درخت موجود تھے آپ کے پاس۔ ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شہتوت کے درخت کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ اے لوگو! یہ شہتوت کا پتہ اگر تمہارے کھانے سے تو یہ مشک بن جاتا ہے اور ریشم کا کیڑا اگر اس پتے کو کھائے تو اس سے ریشم بنتا ہے اور اگر شہد کی مکھی اس پتے کو کھائے تو وہ شہد بنتا ہے۔ فَبِاَیِّ ذٰلِکَ جَعَلَ هٰذِهٖ اَشْبَهَ بِهٖ اَلْمُشَبِّهُ اَوِ الْمُشَبَّهُ۔ یعنی تم بتاؤ کہ وہ کون ہے؟ جو ان تمام چیزوں کو بناتا ہے باوجودیکہ شہتوت کے پتے کی طبیعت ایک ہے پھر بھی ایک ہی پتے سے اتنی مختلف چیزیں بنا دینے والا کون ہے؟ بس یہی تو اللہ کی قدرت و حکمت ہے۔ کہ ایک ہی پتے کو کہیں مشک بنا دیا کہیں مینگنی بنا دیا کہیں اس کو ریشم کا کیڑا بنا دیا کہیں اس کو شہد کی مکھی کی صورت میں بنا دیا۔ پھر مشک و شہد کی بھی مختلف قسمیں بنا دیں۔ کتنی قدیر ذات ہے اور اسی کا نام اللہ ہے۔ حضرت امام شافعی کی یہ نورانی تقریر سن کر منکرین کے ہوش اڑ گئے۔ دم بخود رہ گئے۔ اور سب نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

ہم بھی یہ عرض کر رہے تھے کہ زمین و آسمان کی تمام کائنات نباتات جمادات حیوانات غرض ہر ہر چیز ہر فرقہ کے وجود ہستی کی کھلی ہوئی نشانی اور روشن

دلیل ہے۔ اس آیت شریفہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان عقل کی روشنی میں فہم و تدبر کے ساتھ کائنات پر غور کرے۔ یہی وجہ ہے کہ رب العالمین نے کہیں یٰقَوْمِ یَعْقِلُوْنَ فرمایا کہیں یٰقَوْمِ یَتَفَکَّرُوْنَ فرمایا کہیں یٰقَوْمِ یَتَدَبَّرُوْنَ فرمایا۔ یعنی زمین و آسمان میں خدا کے وجود کی نشانیوں کو دیکھ کر یہ صرف عقل و سمجھ والوں ہی کا حصہ ہے اور اس دولت سے صرف وہی لوگ مالا مال ہو سکتے ہیں جو اپنی عقلوں کو بروئے کار لا کر فہم و تدبر کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پروردگار عالم جل جلالہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝	اور کتنی ہی نشانیاں زمین و آسمان کے وجود کی ہیں کہ لوگ ان نشانیوں کے پاس سے منہ موڑے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ان نشانیوں میں غور و فکر نہیں کرتے۔

بزرگانِ ملت! خداوند عالم نے ایک دوسری آیت میں کتنے کرب انداز میں مخاطب کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط	ہم عنقریب زمین و آسمان کے کناروں میں اور خود ان کے نفسوں میں اپنی نشانیاں لوگوں کو دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ خود انسان کی ذات میں خدا کے وجود اور اس کی بے پناہ قدرت کی کتنی نشانیاں موجود ہیں۔ مگر افسوس! کہ انسان اس قدر اندھا اور بہرا ہو گیا ہے کہ خداوند قدوس کی ان آیات بینات اور روشن دلیلوں سے منہ موڑے ہوئے چلا جا رہا ہے اور آیات و دلائل کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

حضرت! انسان کیا ہے؟ کبھی آپ نے اس پر غور کیا؟ حضرت مولانا

کائنات شبیہ خیر علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے

اَتَحْسِبُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيْرٌ
وَفِيْكَ انْطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ

یعنی اے انسان! کیا تو اپنے آپ کو ایک چھوٹا سا جسم سمجھتا ہے حالانکہ

اے نادان! تو ہی وہ ہستی ہے جس میں یہ عالم اکبر سمٹا ہوا ہے۔

عالم اکبر اور عالم اصغر

یہ درست ہے کہ بیشک خدا کی پیدا کی ہوئی کائنات کی ہر چیز اپنی ذات میں ایک مکمل وجود رکھتی ہے اور اپنی ایک الگ حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لیے قرآن کا فرمان ہے کہ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ (ہم عنقریب ان کو اپنی قدرت کی نشانیاں عالم اکبر میں بھی دکھائیں گے اور عالم اصغر میں بھی) اور آسمان کے اس کنارے سے اس کنارے تک بکھری ہوئی ہیں۔ اور خود ان قدرتوں کے شاہکار قدرت و دلائل وجود عالم صغیر میں بھی ہیں۔ کیونکہ انسان کے ہاتھ سے کر پاؤں تک، سر سے لے کر پاؤں تک ایک ایک بال میں ایک ایک رونگٹے، اور بال بال میں لاکھوں کروڑوں عجائب و غرائب کے مثل و بے مثال شواہد و دلائل موجود ہیں پھر اسے انسان، تو اپنی ہی ہستی کی نشانیوں کو دیکھتے ہوئے عالم اکبر کی روشن دلیلوں پر غور کر تاکہ تو عالم زمین و آسمان کی نشانیوں کو بھی دیکھ لے۔ کم از کم اپنے وجود کی ہستی کے جسم و جان کی نشانیوں پر ہی ذرا غور سے تو اور اپنے وجود کی توحید اور اس کی قدرت و حکمت پر ایمان لا کر قدرت نہیں کی عظمت کا اقرار کر۔ یہ عقل و انصاف کا تقاضا ہے جسے پورا کرنا تیرا فرض ہے۔ اسی کا نام قرآن نے

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ

یعنی کیسے اللہ کا انکار کرتے ہو

ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

انکار کرتے ہو حالانکہ اس نے تم کو بے جان تھے جان دی پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ہُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ

وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے پیدا کیا

مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔

جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب۔

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ

پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ

کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں

قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ

انہوں نے کہا کیا تو زمین میں ایسے شخص کو بنائے گا جو اس میں فساد کرے اور خون بہائے

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ

حالانکہ ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں

قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

فرمایا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

اور سکھائے آدم کو سب نام

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ

پھر سامنے کئے فرشتوں کے

فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ

پھر کہا مجھ کو بتاؤ ان کے نام

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

اگر تم سچے ہو۔

قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا

انہوں نے کہا پاک ہے تو ہم کو کچھ علم نہیں

إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۖ

مگر جو تو نے ہم کو سکھایا

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝

بیشک تو ہی علم والا حکمت والا ہے۔

قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ۖ

فرمایا اے آدم بتا دے ان کو نام ان کے

فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ

پھر جب بتا دیئے ان کو نام ان کے

نزدیک رگِ جاں سے ہے یہ بندہ
اللہ اللہ ۔ کس قدر دور ہے تو

پہلے ورود ترغیب ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
حضرات ! آپ نے کبھی غور کیا کہ آپ کے جسم میں زمین و آسمان کی تمام
کائنات کے نمونے موجود ہیں ۔ مثلاً انسان کے بال یہ عالم نباتات کی درختوں اور
گھاسوں کا نمونہ ہیں اور انسان کے سر کی ہڈیاں پہاڑوں اور آسمانوں کی ہڈیوں کا
نمونہ ہے ۔ اسی طرح انسان کے جسم کے سوراخ ، زمین کے گڑھوں اور پہاڑوں
کی کھائیوں کا نمونہ ہیں ۔ آنکھیں چشموں کی روانی ، اور آنکھوں کی چمک میں ستاروں
کی جگمگاہٹ کی جھلک ہے یوں ہی انسان کا پتلا بدن زمین کے نمونہ کا ہے اور
بیت الخلاء کی گندگی پیش کر رہا ہے قصہ مختصر یہ ہے کہ انسان کے جسم کی ہڈیاں
عالم اکبر یعنی زمین و آسمان کی مخلوقات کے تمام نمونے موجود ہیں ۔ اور اگر انسان اپنے
نہیں اعضاء اپنی کھال رگوں پٹھوں اور گوشت ، ہڈیوں کی ساخت اور رنگ میں
پائی جانے والی ماہیتوں اور قوتوں اور ان کے عجیب و غریب نظام عمل ، ان کے تعاون
کی یکسانی ان کے کام ، ان کے حسن و جمال پر ایک لمحہ کے لیے بھی بصیرت کی نگاہ ڈالے
اور فہم و تدبر سے کام لے تو نہ صرف انسان کی زبان ، بلکہ اس کے جسم کا رواں رواں شکر
اور بدن کا بال بال پکار اٹھے گا کہ فتبٰرک اللہ احسن الخالقین ۔
یعنی بہت ہی برکت والا ہے تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ۔ جس کا نام ہے

تمہارا فضل الٰہی راہ کیوں ہے

حضرات ! میں نے عرض کیا کہ انسان تمام مخلوقات زمین و آسمان کی
تمام کائنات کا نمونہ ہے ۔ اور کائنات زمین و آسمان کے تمام عجائب
قدرت انسان کی ذات میں پنہاں ہیں ۔ اسی وجہ سے کہ تمام عجائب دنیا کی انفس

جہالت و گمراہی کی سوری بنے ہوئے ہیں۔ کوئی بھی ذی عقل خدا کے وجود کے منکر نہیں ہے مگر یہ دیکھیے کہ یہ دہریئے اور منکرین خدا بھی جب خدا کی قدرت کی نشانی کو چھیڑ بیٹھتے ہیں۔ تو پھر یہ بیچارے بھی صدائے اللہ پکار اٹھتے ہیں۔

آپ اپنے منہ سے خدا کی اشچاتم

چنانچہ مولانا سے روم علیہ الرحمہ نے ایک مشہور منکر خدا کا واقعہ مثنوی شریف میں تحریر کیا ہے کہ وہ متکبر کہیں سے گزر رہا تھا کہ ناگہاں اس نے قدرت کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝

(ترجمہ)

اے محمد تم ان سے کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر تمہارا پانی زمین میں بہت نیچے چلا جائے تو خدا کے سوا اور کون ہے جو تمہارے لئے بہتا ہوا پانی لا سکے

آیت کریمہ سنتے ہی منکر خدا نے کہا

بازگو بیں تیزی پنہ

آب را آریم ز بہ ستی نہ بہ

یعنی اس پانی کو ہم اپنے تیز دماغ سے زمین کی تہ میں جانے سے روک دیں گے یہ کون سی مشکل بات ہے اگر ہم کہیں ہوا نہ چلے تو ہوا نہ چلے

شب بخفت و دیدہ را بر بست صبح

زندگانی جملہ را آرد بکوچ

نمرود صاحب اپنے تئیں بڑا ہوشیار سمجھتے ہوئے سو گئے صبح کو دیکھتے ہیں کہ ایک مچھر نے ان کی ناک میں گھس کر ان کے دماغ کی رگ کاٹ ڈالی ہے جس کی وجہ سے ان کے دماغ کی تمام طاقتیں جاتی رہیں اور ان کے سر پر جوتیاں پڑنے لگیں اور ایک تھپڑ اپنے تئیں دوزخ میں گرفتار ہوا۔

لطیفہ

گئی۔ تو انہیں دیوتاؤں کا جواب کرنا پڑتا تھا۔

مگر اسلام نے ایسی خدا پرستی کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اسلام کے نزدیک تو جب تک خدا کا وجود دلیل سے ثابت نہ ہو جائے خدا کو تسلیم کرنا برابر ہے خدا کے وجود کا انکار کرنے کے۔ اسی لئے قرآن "افی اللہ" پر جھگڑا کرنے سے منع کرتا ہے۔ اور بار بار دل سے تسلیم کرنے زبان سے اقرار کرنے اور تمام معبودوں باطل کی نفی کرنے پر زور دیتا ہے۔ اسلام کے سوا دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو خدا کے وجود کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی دعوت دیتا ہو۔ یہ صرف اسلام ہی ہے جس نے خدا کے وجود کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی دعوت دی ہے۔ یہ صرف اسلام ہی ہے جس نے خدا کے وجود کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی دعوت دی ہے۔

حاضر جواب لڑکا

حضرت! مجھے ایک لڑکے کی کہانی یاد آ گئی جو غریب گھرانے کا تھا۔ ایک فلسفی نے پوچھا کہ اے لڑکے! تو یہ بتا کہ خدا موجود ہے۔ لڑکے نے جواب دیا کہ ہاں ہے۔ فلسفی نے کہا کوئی دلیل بتا۔ لڑکے نے کہا دلیل کیا ہے۔ فلسفی نے کہا کہ خدا نظر نہیں آتا۔ لڑکے نے کہا کہ ہوا نظر آتی ہے؟ فلسفی نے کہا نہیں۔ لڑکے نے کہا کہ پنکھا جھلنے سے ہوا محسوس ہوتی ہے۔ فلسفی نے کہا ہاں۔ لڑکے نے کہا کہ پنکھا جھلنے والا نظر نہیں آتا۔ فلسفی نے کہا ہاں۔ لڑکے نے کہا کہ ہوا کا وجود ہے یا نہیں؟ فلسفی نے کہا ہے۔ لڑکے نے کہا کہ ہوا کا وجود ہے مگر پنکھا جھلنے والا نظر نہیں آتا۔ اسی طرح خدا کا وجود ہے مگر وہ نظر نہیں آتا۔ فلسفی لاجواب ہو گیا۔

اسلامی تعلیم

شرک کیا ہے

اگر یہ دریافت کیا جائے کہ شرک کیا ہے؟ اس حقیقت کو سمجھنا بہت ضروری ہے [illegible] بڑی کثرت سے [illegible] کرتے رہتے ہیں اور بات بات پر مسلمانوں کو مشرک بناتے رہتے ہیں۔ ان کا فتویٰ ہے کہ [illegible] کی قبروں پر دور دور سے قصد کر کے جانا شرک ہے، ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر [illegible] شرک ہے، [illegible] شرک ہے، [illegible] شرک ہے [illegible] قیام کرنا شرک ہے، [illegible] شرک ہے [illegible] معلوم ہوتے [illegible] شرک [illegible] شرک [illegible] شرک، گویا روئے زمین پر کوئی مسلمان ہی باقی نہ رہا۔ سب مشرک ہی ہو گئے۔ توبہ! نعوذ باللہ۔ کس قدر ان لوگوں کے ہاں شرک [illegible] یہ لوگ شرک کا فتویٰ تقسیم کرتے رہتے ہیں مگر [illegible] لوگوں [illegible] شرک [illegible] ہیں۔

لطیفہ

[illegible] بات ہوئی ایک مرتبہ [illegible] کے یہاں [illegible] بہت [illegible] کرو [illegible] بہت زیادہ [illegible] انسانوں کی [illegible]

خیر، یہ بحث تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شرک کے معنی کیا ہیں؟ یہ جان لینا بہت ضروری ہے تاکہ ہر قدم پر آپ خود یہ فیصلہ کر سکیں کہ کون سا فعل شرک ہے اور کون سا نہیں۔ لہٰذا غور سے سنیے!

علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ نے شرح عقائد نسفیہ صفحہ ۱۶۱ پر شرک کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

اَلشِّرْكُ هُوَ اِثْبَاتُ شَرِيْكٍ فِي الْاُلُوْهِيَّةِ بِمَعْنٰى وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ وَمَا يَسْتَحِقُّ بِهٖ اَوْ بِمَعْنٰى اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ حَقِيْقَةً اَوْ جَعْلِيَّةً۔

یعنی شرک کے معنی یہ ہیں کہ خدا کی الوہیت میں کسی کو شریک کرنا یا تو اس معنی کر کہ خدا کے سوا کسی کو واجب الوجود مانا جائے جیسا کہ مجوسی کہتے ہیں یا اس طرح کہ خدا کے سوا کسی کو عبادت کا حق دار مانا جائے جیسا کہ بت پرستوں کا عقیدہ ہے۔

بہار شریعت: میں علامہ تفتازانی سے نقل کر دیا کہ شرک کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو یہ کہ خدا کے سوا واجب الوجود مانا جائے دوسری یہ کہ خدا کے سوا کسی کو عبادت کے لائق مان لیا جائے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سی مسلمان بیبیاں واجب الوجود یا لائق عبادت سمجھتی ہیں۔ نعت خواں حضرات جو نعت و منقبت و بہشتی زیور کے شرکیہ کلمات کو بخبر اس کے کہ یہ ان کے معنی ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موحد مسلمانوں کو بلاوجہ مشرک بنا رہے ہیں اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ جوشِ محبت و کمالِ عشق میں یا رسول اللہ کہنے والے۔ رسول اللہ کو واجب الوجود یا لائق عبادت سمجھتے ہیں پھر بھی یہ شرک کا فتویٰ ہے کہ ایک موحد سنی مسلمان کو مشرک ٹھہرانا، اس کو دین و ایمان سے خارج سمجھنا ہے؟ اس کو ہر مسلمان بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ ایک مسلمان کو بلاوجہ مشرک بنانا کتنا بڑا جرم و فتنہ ہے، کوئی کہنے دیر نہ اس

الٰہی سے باذن اللہ ذرا استفاضت کریں تو مضرت؟ فرمایا۔ ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا؟

تو فرمایا، عالی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے ؎

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے

سرکار میں نہ لاگ لپٹ حاکم حکیم داد و دہش دیکھ

حاکم، حکیم داد و دہش دیکھ، یہ کچھ نہ دیکھ
مردود! یہ مرد کس آیت کی شرح ہے

کلمہ طیبہ

بہرحال، برادرانِ ملت! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ مگر میں یہ عرض کر چکا کہ توحید کی وقت مکمل ہو سکتی ہے جب خدا کی ذات کے ساتھ ساتھ اس کی تمام صفات پر بھی ایمان لایا جائے۔ دیکھئے کہ جس طرح رحمٰن، رحیم، رزاق، خبیر و علیم وغیرہ اللہ کے صفاتی نام ہیں اسی طرح اس کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ تمام رسولوں کا مرسل اور ان کا بھیجنے والا ہے۔ اسی لیے رسولوں اور نبیوں پر ایمان لانا بھی اسی وقت کے لیے ضروری ہے جب طرح کوئی شخص اللہ کی صفت رحمٰن یا رزاق کا انکار کر دے تو وہ کافر ہو جائے گا اسی طرح اگر کوئی رسولوں اور نبیوں کا انکار کر دے تو درحقیقت اس نے خدا کی صفت کا انکار کر دیا۔ لہٰذا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ اور چونکہ خدا کے آخری پیغمبر شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے مصدق و مصدق ہیں اس لیے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے سے انکار کیا گویا اس نے خدا کی صفت رسالت پر ایمان نہیں لایا۔ اسی لیے وہ بھی کافر ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پورے کلمے پر ایمان لانا ضروری ہے جب تک کوئی شخص اس پر پورے کلمے پر ایمان نہیں لائے گا وہ ہرگز مسلمان ہو گا نہ موحد اور نہ ہی

پیدا ہیں ۔ یہ وہ گویا تمام ضروریات دین پر حاوی ہیں ۔ اس کے بعد ہم
تحریر کرتے ہیں :

یہ درود شریف پڑھنے سے ایک مرتبہ کلمہ طیبہ

[illegible]

وَمَا تَوْفِيقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ وَاخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ
اَجْمَعِيْنَ ۝

فرمان شاہی
ارحم الراحمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین ۵ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا
المرسلین ۵ وعلیٰ الہ الطیبین الطاہرین ۵ واصحابہ المکرمین
المعظمین ۵ وعلیٰ من تبعہم باحسان الیٰ یوم الدین ۵ اعوذ
باللہ من الشیطٰن الرجیم ۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ ۵

[illegible] آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے انصاف [illegible]
[illegible] ایک ایک بار [illegible]

اَقِیْمُوْا وُجُوْھَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۵ کَمَا
بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ ۵

[illegible] اور اس کو خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے پکارو جس طرح
[illegible] اسی طرح تم پھر پیدا کئے جاؤ گے
[illegible] اور رسولوں کو بھیجا اور ہر ایک پر کتاب [illegible]
[illegible] اور نئی نئی [illegible] اور عجیب و غریب معجزات [illegible]
[illegible] حق و ابطال [illegible] کی [illegible] اور [illegible]
[illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی دعوت
[illegible] کر دیا۔ لیکن [illegible] اور [illegible]
[illegible] اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] کہ [illegible] کیا [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] کیا [illegible]

بلکہ بے شمار فضائل و محاسن ایسے عطا فرمائے کہ جن کی عظمت و رفعت تک کسی کا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ حسن و جمال، جاہ و جلال، مکارم و کمال، جود و نوال، غرض ہر ایک کمال ان کو بخش دیا۔ پھر شرف یہ کہ ہر کمال میں نہیں بے مثل و بے نظیر بنا کر بھیجا۔ وہ سید المرسلین بھی ہیں اور رحمۃ للعالمین بھی۔ وہ ہر دو منزل کے بھی ہیں اور ثقلین بھی۔ وہ بشیر و نذیر بھی ہیں اور سراج منیر بھی ہے

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

ان کی ہر ادا، ان کی صورت و سیرت، ان کی ذات و صفات، ان کے جسم پاک کا نقش رنگ اور بدن اقدس کا بال بال سراپا کمال ہے۔ ان کا ہر کمال خدا کی قسم بے مثل و بے مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آخر زمانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کیا کیا کہا؟ رموز ازل میں بیان فرمائے۔ خداوند قدوس نے تمام انبیاء و مرسلین سے یہ عہد و پیمان لیا کہ تم سب کو زندگی بھر آخر زمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا خیال رکھنا ہوگا اور ان کی نصرت کے لیے ہر دم مستعد رہنا ہوگا اور ان پر ایمان لا کر اپنے متبعین کو ان کی نبوت کا یقین بنانا ہوگا۔ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ	یعنی خدا نے اس سے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔

اور

یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء و مرسلین نے اپنی زندگی بھر اپنی آخر زمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا تذکرہ رہے اور ان کی مدح و ثنا کے گیت گاتے رہے۔ جس کی بنا پر بڑے بڑے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کسی بشر سے کما حقہ ممکن ہی نہیں ہے زیادہ تر
الیقین رکھیے کہ رحمۃ للعالمین کی مدح و ثنا عرش رب العالمین سے کوئی کر سکتا ہے

کسے را پائے وصفت پوچو خسرا کی
خدا سے پوچھیے ست نِ خدا کی

کسی نے کس خوبی سے اس مضمون کو بیان کیا ہے۔

فرشتوں میں یہ چرچا ہے کہ نعت احمد : دبیر آپ کہتے ہیں کہ خود ہم نہیں کہتے
نہ یہ بارگاہِ عظمت تو دماغ کس کا ہے : کہ یہ نور دیدۂ عرش رکھتے ہیں کہ
بڑے بڑے عارفین و بزرگان دین نے نعت میں سخن گستری و رطب زبانی کی ہمت نہ
ہوئی اور کمر عجز باندھ کر قلم رکھ دیا اور دم بخود ہو گئے سلطنت شاہی کے مسلم
ثبوت بادشاہ عظمت جاہی پر شہنشاہ رسل کی بیسی بندہ نواز پر ہیں کہ ہر منصف نیک نہاد
کرنے میں بڑے بڑے صاحبان فضیلت کے دل سے دم نکل گئے ہیں بارگاہ رسول
کی یہ عظمت جناب میں مدح و ثنا کا ہدیہ پیش کرنے کے لیے ہمت کی وسعت پیدا کر
نہ ہو سکتی ہو گئی کہ ہے

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست :

یعنی میں ہزار دفعہ منہ مشک و گلاب سے کیوں نہ دھو لوں پھر بھی یہ منہ اس قابل نہیں ہو سکتا کہ آپ کا نام
دہن کا نام ہی نہیں بلکہ زبان پر لانا بھی ایک قسم کی بے ادبی ہے۔ شہنشاہ رسل نے خود
ارشاد فرمایا ہے کہ

مَنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَدْحَتِہٖ
فَقَدْ مَدَحْتُ مَنْ خَلَقَ مُحَمَّدًا

یعنی جس نے بھی حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کی درحقیقت
اس نے اللہ کی مدح و ثنا کی ہے اور ہمارا یہ عقیدہ و یقین ہے کہ یہ سند اپنے ان تمام

سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذرہ برابر بھی نہ مدح کی ہے نہ کر سکتا ہوں، بلکہ میرا مقصد تو صرف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی و اسم گرامی لے کر میں اپنے کلام کو اس قابل بنا دوں کہ وہ لائق تعریف و تحسین بن جائے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

برادران اسلام! پروردگار عالم نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہی محمد رکھا ہے کہ جس کے معنی ہیں [illegible] محمد حَمَّدَ، یُحَمِّدُ، تَحْمِیْدًا باب تفعیل کا اسم مفعول ہے اس کے معنی ہیں بہت زیادہ تعریف کیا ہوا۔ مفسرین کرام نے فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی محمد اس لئے [illegible] گھڑیوں اور چیزوں سے آپ کی مدح و ثنا کی [illegible] ہے [illegible] آپ کی تعریف و توصیف ہوتی رہے گی چنانچہ آپ [illegible] انبیاء و مرسلین [illegible] سب کے سب [illegible] اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف [illegible] کا خطبہ پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی تصدیق [illegible] کی ہے

[illegible] آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] انبیاء [illegible] آپ کی [illegible] رسول کی [illegible] قرآن مجید میں رب [illegible]

[illegible] عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ یعنی اسے

پیغمبر! وہ وقت قریب ہے کہ آپ کو رب آپ کو ایسے مقام پر پہنچا دے گا کہ تمام
رسول پکے زبان ہو کر آپ کی محبوبیت کی شہادت دیتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اور میدان
محشر آپ کی مدح سے گونج اٹھے گا۔ وہ وہ آفرین نعت قدس سے گونجنا شروع ہو گا اور
رب شفیع المذنبین یا شفیع المذنبین کی پکار ہو گی۔ یا رسول اللہ! آپ کی
شفاعت کا وقت ہے۔ کہ خدا بلند و برتر نے فرمایا ہے۔

اے آنکہ ز عرش سیۂ حق دیزم محشر
کرتی کی شفاعت بجناں دکنی بخشندے

بچہ اللہ، آپ دنیا میں جتنی تقریریں اور آخرت میں جتنی شفاعتیں کریں گے
ہیچ ہیں۔ کیوں نہ ہو آپ کا نام ہی سب سے پہلی اذان میں ہے۔

پڑھیے درود تربیت!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ۔

گلدستہ نعت محترم سامعین! میں عرض کر رہا تھا کہ تمام انبیاء و مرسلین حضور
رحمۃ للعالمین کی مدح و ثنا کے خطیب و نقیب بن کر دنیا
میں تشریف لائے۔ یہ بھی سن لیجئے کہ تمام آسمانی کتابیں بھی آخر زمانی نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جمیل سے کس طرح معمور ہیں۔ دیکھیے آسمانی کتاب تورات میں
اللہ علیہ وسلم کا یہ نام مبارک کس طرح زبان بچہ کر رہا ہے۔ اور
رسول اللہ کی زبان سے کیا کچھ کہلوایا جا رہا ہے۔ اور یہ کہ
اللہ علیہ وسلم کا یہ نام مبارک کس طرح زبان بچہ کر رہا ہے۔ اور
سے کیا کچھ کہلوایا جا رہا ہے۔ اور یہ کہ
کس طرح تورات کی پیشگوئی

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ؕ

بزرگان قوم و برادران ملت! اس آیت مبارکہ کا ترجمہ ہے "اے محمد! آپ کو ہم نے نہیں بھیجا مگر رحمت کی خبر دینے والے"

جس نے بھی اس آیت پر غور کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی ہے اس نے قرآن مجید کی اس آیت تک رسائی فرمائی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ یعنی اے میرے محمد! تو میرے رسول کو اس طرح بھیجا ہے کہ وہ رحمت للعالمین ہیں سارے جہان کے لئے رحمت ہیں۔

اللہ کریم نے قرآن مجید میں فرما دیا کہ محمد رب کی طرف سے آئے اور رسول رحمۃ للعالمین بن کر آئے۔ اب یہ بات مناسب ہے کہ ہم اس جہان کے پیدا کرنے والے خدا کی رحمت کو پہچانیں اور رسول کی سب چیزوں کی رحمت کو پہچانیں۔ اس کا حصہ یہ ہوا کہ ہم اس جہان کی ربوبیت و کریمی سے باشبہ اس کی مخلوق ہیں۔ اور جو چیزیں خدا نے ہمارے لئے پیدا فرمائی ہیں ان میں پہلی چیز وہ سب ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کل کی رحمت کی شکل میں ہمارے لئے پیدا فرمائی گئی ہیں۔ کون سی چیز ہے جو خدا کی ربوبیت اور پروردگاری کی نعمتوں میں سے نہیں ہے۔ زمین و آسمان، مکان و لامکان، کل عالم، سارے جہان خدا کی پروردگاری کی نعمتوں میں سے ہیں۔ اور ان نعمتوں کی پہچان ہو یا نہ ہو، ان کا شکر ادا ہو یا نہ ہو، ان کی قدر ہو یا نہ ہو، ان کی ناشکری ہو یا نافرمانی ہو، ان کی بے قدری ہو یا ناشکری ہو، سب کی سب نعمتیں خدا کی ربوبیت اور پروردگاری میں ہیں۔ کیا یہ سب کے سب رحمۃ للعالمین

کی رحمت سے بھی بھکاری ہیں۔ کیوں نہ ہو؟ کہ خدا رب العالمین ہے اور رسول رحمۃ العالمین جہاں جہاں خدا کی خدائی ہے ہر جگہ محمد کی مصطفائی ہے یہی وجہ ہے کہ عرش مجید کی چوٹی پر، حوران بہشت کی پیشانیوں پر انبیاء و مرسلین اور ملائکہ و مومنین کے دلوں اور زبانوں پر، جنت کے درختوں، پتوں، پھولوں، پھلوں پر ہر جگہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی تحریر ہے۔ سچ فرمایا کسی عاشق رسول نے ؎

سلطان جہاں محبوب خدا تری شان و شوکت کیا کہنا
ہر شے پہ لکھا ہے نام ترا تیرے ذکر کی رفعت کیا کہنا

کیوں کہ خدا رب العالمین ہے اور رسول رحمۃ للعالمین جہاں جہاں خدا کی خدائی ہے ہر جگہ محمد کی مصطفائی ہے۔

گرونانک کی حق بیانی

برادران اسلام، یہ مشہور ہے کہ ہر شے میں نام محمد کی مصطفائی موجود ہے، گرونانک جی نے بھی ایک پتے کی بات کہی ہے وہ کہتے ہیں ؎

نام جس شے کا لو اسے چوگنا کرواؤ ؟ دو ملا کے پچگنا کیجیے بیس کا بھاگ لگاؤ
باقی بچے سو نو گنا کیجیے دو اور ملاؤ
نانک کہے ہر شے میں تم نام محمد پاؤ

مطلب یہ ہے کہ تم دنیا میں کسی چیز کے نام کا عدد نکال کر اس کو چار سے ضرب دو پھر اس میں دو جمع کر کے پانچ سے ضرب دو اور بیس کا بھاگ دو یعنی بیس سے تقسیم کرو تقسیم کے بعد جو عدد بچ رہے اس کو نو سے ضرب دو اور دو اور جوڑ دو تو بانوے کا عدد آئے گا یہ محمد کا عدد ہے۔ اسے نانک جی کہتے ہیں کہ تم ہر شے میں محمد کا نام پاؤ گے مثلاً زید ایک نام ہے جس کا عدد (۲۱) ہے اس کو (۴) سے ضرب دو تو (۸۴) ہوا پھر اس میں (۲) ملا دیا تو (۸۶) ہو گیا۔ پھر اس کو پانچ سے ضرب دیا تو (۴۳۰) ہو گیا۔ پھر (۴۳۰) کو (۲۰) سے تقسیم کیا تو (۱۰) بچا۔ پھر اس کو (۹) سے ضرب دی تو (۹۰) ہو گیا پھر اس میں (۲) ملا دیا تو (۹۲) ہو گیا یہی محمد کے نام کا عدد ہے اسی طرح

ثابت ہوتا ہے کہ ؎

رحمت رسولِ پاک کی ہر شخص پہ عام ہے
ہر گل میں، ہر شجر میں محمد کا نام ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک نکتہ

حضرت کی مضمون سے یک نکتہ یاد آیا کہ ہر شے پر جب لکھا ہوا ہو محمد رسول اللہ کی تحریر کا نمونہ نظر آ رہا ہے، تو خداوند کریم نے ہر چیز پر اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب کا نام بھی نقش فرما دیا ہے تو اس سے یہ نکتہ سمجھ میں آتا ہے کہ جس طرح ہم اپنے سامان پر اپنا نام کندہ کرتے ہیں۔ مثلاً گھڑی پر اپنا نام کھدوا لیتے ہیں اور گھڑی پر سوئٹزرلینڈ کمپنی کا نام لکھا ہوا ہے تو ہر شخص کو دیکھتے ہی پہلی نظر میں جان لے گا کہ یہ گھڑی کا بنی ہوئی ہے، سوئٹزرلینڈ کی کمپنی کی ہے۔ مگر اس وقت اس گھڑی کا مالک محمد ہے۔ اسی طرح ہر چیز پر آیۃ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اللہ کی تحریر بتا رہی ہے کہ یہ چیز پروردگار عالم نے پیدا فرمائی ہے اور دنیا و آخرت کی نعمتوں کو دیکھتے ہوئے اسے جنت نعیم کے خاتمان کا ذریعہ بنا دو۔ ہر چیز پر آیۃ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کر یہ یقین کرو کہ خدا کی عطا سے ہر چیز اللہ کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اسی حقیقت کی طرف شاعر نے اشارہ فرمایا ہے ؎

ہے یہ مے مطرب یہ بیں فی سکہ
رزق اس کا ہے کہ جس نے یہ بیں

خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں عالم کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ آپ کا جو بھی ہے فرمائیں، اور جس کو چاہیں نعمت کونین سے سرفراز فرما دیں۔

بہر حال یہ دونوں عالم جس جلیل نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ایک خاص قدرت عطا فرمائی ہے، اس کا کچھ اندازہ ہی ہو

بردرِ خانہ ہے دیکھئے! حضرت ربیعہ کتنی بڑی چیز مانگ رہے ہیں اللہ رب العزت دو جہان کا فرمانروا کس بات کی بھیک مانگنے کے لیے طلب کر رہے ہیں۔

مسلمانو! اب غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر حضور نبیہ مقبول ﷺ کچھ نہ بھی فرماتے تو بھی ہمارا فرض صاف صاف نظر آ رہا ہے کہ اے ربیعہ! ہماری تمنا ہے کہ تم ہمارے گھر میں چند گھنٹے قیام کرو۔ مگر مسلمانو! ہمارے حضور ﷺ کس طرح آقا ہیں کہ ستارے چمک رہے ہیں۔ ہر ایک چیز اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہے آنکھ سے آنکھ ملا رہی ہے۔ کوئی چیز بھی حضرت ربیعہ کو نہ ڈانٹتی، نہ جھڑکتی۔ اپنی بے بسی کا نہ اپنی بے بسی کی نمائش کیا۔ بلکہ ادب کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا اور بھی کوئی تمنا ہے؟ تو میں اپنی اور اپنے بچوں کی دعا سے بھی محروم نہ رہوں۔ اپنے لیے ایک دن قیام کی خواہش کرنا دو جہاں کے بادشاہ پر کیا کوئی اعتراض ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس کے سوا اور کوئی تمنا ہے تو بتا دو! ہمارے حضور ﷺ نے نہ ہونٹ ہلائے نہ زبان کو جنبش دی۔ صرف اپنی بے نیازی کا اظہار کیا۔ یہ تھا ان کا جواب۔ اور یہ ہے ان کے متعلق شاعر کا تبصرہ:

مانگ کونین ہیں گدا کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے قبضہ میں

حضور کا ارشاد گرامی سن کر حضرت ربیعہ نے کیا طریقہ اختیار کیا۔ یہ ہمارے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے کہ حضرات اخروی امور میں حضور ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل ہو جائے۔ حضور کی غلامی اور خدمت کا شرف حاصل ہو جائے۔ حضور کی غلامی اور خدمت کا شرف حاصل ہو جائے۔ حضور کی غلامی اور خدمت کا شرف حاصل ہو جائے۔

دونوں عالم سے ترا درد کا درماں مانگے
جب خدا سے ترا بیمار مسلماں مانگے!

بزرگان دین! شاید کسی کو یہ نہ معلوم ہو کہ حضرت ربیعہ سے بڑی غنی ہماری کائنات

قول ہے کہ جو شخص جس چیز پر ہاتھ رکھ دے وہی اس چیز کا مالک ہے۔ اسے بادشاہ نے پوری نمائش گاہ میں گشت کیا مگر اس نے ہاتھ کہیں نہ رکھا۔ اگر میں سونے چاندی پر ہاتھ رکھتی ہوں تو مجھے صرف سونا چاندی ہی ملے گا اور ہیرے جواہر یا فرنیچروں پر ہاتھ رکھتی ہوں تو صرف یہ اور فرنیچر ہی میرے ہاتھ آئے گا۔ غرض جس چیز پر ہاتھ رکھوں صرف وہی چیز مجھے ملے تو بیٹی عقل نے یہ فیصلہ کیا کہ کیوں نہ میں اس پر ہاتھ رکھ دوں کہ وہ گرفتار ہو گیا ہے نمائش کی چیز ہے! پوری سلطنت کا مالک مجھے مل جائے گا۔ اس لیے کہ سب سے بادشاہ! آپ کی بیٹی پر ہاتھ رکھ دیا کہ آپ میرے ہو گئے تو پوری تیمی سلطنت کا یہ دجال میری مٹھی میں ہو گا۔ ورا ہی بیسیوں سیکڑوں نمائشوں کے نادر نمونے کی ٹھوکر کا نشانہ بنا چکے ہوں گے۔ ہارون رشید نے یہ فیصلہ کر دیا کہ سب سے زیادہ عقلمند بیٹی کونسی ہے؟

تو بہ وران ہے... میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے ربیعہ! تم کچھ اور بھی مانگ لو تو ربیعہ نے یہی جواب دیا کہ حضور! مجھے کچھ اور نہیں چاہیے۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضور کا در دولت مجھے مل گیا تو دولت دارین: سارے کے سارے دونوں جہان مجھے مل گئے۔ لہٰذا اب کسی دوسری نعمت کے طلب کرنے کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ جناب ربیعہ کے اس حسن عقیدت و ایمان کو دیکھ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ۔ (مشکوٰۃ ص۸۰)

ربیعہ! تم کثرت سجود سے میری اپنی نفس پر مدد کرو تاکہ میں اپنے وعدے کے مطابق جنت عطا کروں کے مصداق اس محل میں تم کو اپنی رفاقت کے لیے متعین کر کے تمہیں بھی نوازشوں کی دولت سے مالا مال کر سکے۔ بارگاہ نبوت کا یہ نمونہ پوری دنیا سب سے بڑھ کر ہے۔ صحابیت آخر تابعیت اور پھر تبع تابعین حضرت! کیوں نہ ہو اپنی یہ وہ دولت ہے جو ہمارے کونین میں کہیں نہیں ہے۔ یہ کہ اپنے

بیان کیا اور کہا کہ جب مجھے بہلول دانا کی خدمت میں لے چلیں تو ایک عمدہ
پنجہ نیاں بیوی دونوں بہلول دانا کے دروازے پر پہنچے اندر دیکھا کہ آپ بستور
بیٹھے کنکر زمین پر مار رہے ہیں ہارون رشید نے
کہ حضور میں نے ایک عمدہ محل تیار کیا ہے آپ چل کر دیکھ لیں بہلول دانا نے جواب دیا کہ
جا اپنے محل کو برباد ہو ہارون رشید نے کہا کہ حضور کتنی قیمت دوں فرمایا کہ ایک محل کی قیمت
درہم ہیں۔ ہارون رشید کہنے لگا کہ حضور آپ نے ہمیں بیوقوف بنایا ہے
ایک محل دیا ہے۔ اور آپ نے تین ہزار درہم لے لیے۔ بہلول دانا نے جواب
کے ساتھ جواب دیا کہ بھائی تمہاری بیوی نے بیوقوف بنایا ہے جو ٹوٹے ہوئے محل تیار
جال کر تیار رہتا ہوا کل کیلئے دائم پڑا رہے گا۔ ہارون رشید کے دل پر چوٹ لگی
انتہائی شرمندہ ہوا۔ سبحان اللہ! بیان خدا کے اختیارات و تصرفات کو کیا کہنا
کہا ہے کسی نے کیا اچھا عقیدہ شاعر نے ہے

ایک دم کے اندر بھر دیتے ہیں شاہ بے ہاں کی جھولیاں
خالق کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہو گا!

پڑھیے درود شاہ جنات: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ

ہمارے اس سلسلہ میں یہ عرض کر چکے ہیں کہ جنات سے ہمارے رسول رحمۃ
للعالمین ﷺ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی تصدیق ہوتی ہے یہی وجہ
ہے کہ زمین و آسمان کے سارے جنات کی ہر جگہ تک ہر طرح خبر پہنچتی رہتی
ہے کائنات کے تمام پیارے مصطفیٰ ﷺ کو جان سے بھی زیادہ
سے بنا بنا کر تصور رسالت مآب ﷺ میں نذرانے پیش کرتے رہتے ہیں
کُنْ شَیْءٍ یَتَعَلَّقُ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَکَ ہر شخص ان نذرانوں کو پیش کرتے ہوئے
کَفَرَۃٌ زِنَّارُ دَارِ جِنَّتِ ہٖ ہر ایک کہتا ہے کہ یہ میرے لئے ہے۔

یہ ہے معجزہ نبوت کی برکت جنات کی بیعت کرنے کی۔ یہ ہے ان کا
نذرانے پیش کرنے کا۔ یہ ہے تمام کائنات کا ہر ذرہ ہر وقت
فرمانِ بردار زمین | کون نہیں جانتا کہ وقت جب سرقہ بک سے تو

ہوکر خدا رب العالمین ہے اور رسول ہمارے نبی ہیں جن کی نبوت کی گواہی ہم

زمین کی ٹھکرائی ہوئی لاش

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی نے ہمیں بتایا ہے کہ قیامت کے دن کافر کی شکل ایسی ہوگی جیسے ایک درخت ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خود اس نبی پر ایمان لایا اور یہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کافر کی شکل درخت جیسی ہوگی۔ اور لوگوں نے بتایا کہ ہم نے کئی بار دفن کیا مگر زمین کافر کو قبول نہیں کرتی اور اس کی لاش کو باہر نکال پھینکتی ہے۔ (اسلام اور مسلمین)

حضرت یہ دونوں واقعات اس بات کی دلیل ہیں کہ زمین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے اور زمین پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تصرف کی قدرت حاصل ہونے سے۔

حضرت یہ تو عقل کا پرتو ہے اب آیئے پانی پر تصرف کا بھی ایک جلوہ دیکھ لیں۔

پانی دودھ بن گیا

ابن سعد عبدالرحمٰن بن عمیلہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشک پانی ہمارے حوالے کیا اور فرمایا کہ اس مشک کو لے لو۔ یہ ہمارے راستے کا توشہ ہے۔ ہم نے ایک مٹکے پر پہنچ کر جب مشک کھولی تو اس مشک کا منہ کھولتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے دودھ کا فوارہ ہو۔ ہم نے اس مشک سے دودھ پیا اور وضو بھی کیا۔ (اسلام اور مسلمین)

بیہقی نے بھی حضور کی نبوت کی تصدیق کرتے ہوئے یہ

مولانا رومؒ علیہ الرحمہ اس روایت کو نقل فرمانے کے بعد نہایت جوش محبت اور بڑے عجیب
کے ساتھ اپنے دلی انداز میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

اے دلت تابندہ از نور عنب باچنیں دست و دہانے کن قرب

بوسہ بر دست و دہانش تر بدہ
جان خود را پیش او پرور بدہ

یعنی اے تیرے دل کی آنکھ انگور کے نور سے روشن ہو تو تو بھی اس مقدس ہاتھ اور
مبارک ہونٹ سے تبرکاً بوسہ لے! ارے جب ایک بے جان پتھر کے ٹکڑے کو پیارے نبی
کے ہاتھوں اور لب مبارک کے قرب سے یہ شرف و اعزاز نصیب ہوا تو ارے تو کہ تیرا
دل محبت سے لبریز ہے اور تیرے سینہ میں محبت کا دریا موجزن ہے تو
جانے تو سمجھ سکتا ہے کہ اس پر کیسے کیسے تحفے اور ہدیے تیرے دل سے نثار ہونے
اور اس کی عزت و عظمت کا حق ادا کرنے کے لئے بے تاب ہوں گے؟

یہی نہیں بلکہ اس درجہ شوریدہ سری کی صحیح تاویل تو یہ ہے کہ
جان پروانہ کو ہر گز دو جہاں سے پیدا ہوتی ہے جو پروانہ کی جان
پروانہ سے پیدا ہوتی ہے وہ شمع کی لو سے زیادہ کیا قیمت رکھ سکتی ہے؟

خرقہ مبارک اخذ و خرقہ پہننے کے شرف سے مشرف ہونے کے بعد حضرت
خیر دی کچھ عرصہ تک بیمار رہے، ایک دن ہر کارہ نے آکر خبر دی کہ حضرت
اور بھی بیمار ہو گئے ہیں، یہ سنتے ہی خرقہ مبارک لے کر جو حضرت کے
پاس پہنچا فرمایا "حضرت" صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ خرقہ عنایت فرمایا
ہے شکر ہے کہ تجھ کو زندہ دیکھ رہا ہوں ورنہ اس خرقہ کو تیرے کفن میں
بھیجتا، اب تو زندہ ہے تو اس کو تو ہی پہن، یہ کہہ کر خرقہ مبارک
ان کے حوالہ کر دیا۔

آپ کے ارشادات عالیہ میں سے کچھ ارشادات
جن سے ہدایت و معرفت کی روشنی

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝

کو یاد کرو! جب تم پر بہت سے لشکر حملہ آور ہوئے تھے تو ہم نے ان کے اوپر ایک آندھی اور ایسے لشکروں کو بھیج دیا جنہیں تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تمہارے سب اعمال کو دیکھتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آندھی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

هُبُوْبُ الصَّبَا وَاَهْلَكَتْ عَادًا بِالدَّبُوْرِ ۔

صبا کی پروائی ہو یہی پروردگار عالم کی ارشاد ہوا ہے اور عاد قوم دبور کی آندھی سے ہلاک کی گئی۔

ہر درخت ہست۔ بی بی نے کہا کہ ہر درخت پانی، آگ، ہوا سب عناصر بنیہ قصوۃ

سے یہ کے فوائد ہیں یہ بھی پانی آگ ہوا یہ اربعہ عناصر ملتے ہیں اور یہ مشہور بات ہے کہ تمام موجودات زمین جمادات، نباتات، حیوانات سب کے سب انہیں چار عناصر سے بنتے ہوئے ہیں جب یہ چاروں عناصر پیدا کئے رب کی حکومت سے ثابت ہو گیا کہ تمام کائنات زمین و آسمان پر اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے۔

ہر درخت ہست۔ بی بی نے کہا کہ ہر درخت پانی، آگ، ہوا سب عناصر بنیہ قصوۃ

سے یہ کے فوائد ہیں یہ بھی پانی آگ ہوا یہ اربعہ عناصر ملتے ہیں اور یہ مشہور بات ہے کہ تمام موجودات زمین جمادات، نباتات، حیوانات سب کے سب انہیں چار عناصر سے بنتے ہوئے ہیں جب یہ چاروں عناصر پیدا کئے رب کی حکومت سے ثابت ہو گیا کہ تمام کائنات زمین و آسمان پر اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے۔

گزشتہ کل کا واقعہ

فرمایا کہ وہ چمکتی ہوئی برق اور گرجتی ہوئی آواز کا ہونا اور ساتھ ہی ہلکی ہلکی بوندیں پڑنا یہ سب علامتیں ہیں بارش کی اور بارش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور اس کی رحمت ہے ہمارے لئے کیونکہ حدیث میں ہے کہ بارش کے ذریعہ اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتے ہیں اور اس کی وجہ سے کھیتیاں اگتی ہیں اور پھل پیدا ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے ہی ہمارے کھیت سیراب ہوئے ہیں اور ہمارے کنوئیں بھر گئے ہیں اور ہمارے پینے کا پانی ہمیں میسر آیا ہے اور یہ بارش کی وجہ سے ہی ہوا ہے اس لئے بارش اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

گزشتہ کل کا واقعہ

آنکھ بند کر کے حضرت مکی شاہ کو ایک ٹک دیکھتی رہی اور سوچتی رہی کہ یہ کون ہیں جو اتنی بڑی بات کہہ رہے ہیں اور پھر ان کی بات سن کر ہر شخص کا سر عقیدت سے جھک جاتا ہے اور ہر شخص ان کی بات کو بغور سنتا ہے اور ان کی بات کو ماننے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ ان کی بات میں ایک عجیب سی کشش ہے۔ ایک عجیب سی تاثیر ہے۔ ایک عجیب سی روحانیت ہے۔ ایک عجیب سی نورانیت ہے۔ ایک عجیب سی ملکوتیت ہے۔ ایک عجیب سی ربانیت ہے۔ ایک عجیب سی الوہیت ہے۔ ایک عجیب سی قدوسیت ہے۔ ایک عجیب سی صمدیت ہے۔ ایک عجیب سی احدیت ہے۔ ایک عجیب سی وحدانیت ہے۔ ایک عجیب سی ربوبیت ہے۔ ایک عجیب سی رحمانیت ہے۔ ایک عجیب سی رحیمیت ہے۔ ایک عجیب سی مالکیت ہے۔ ایک عجیب سی خالقیت ہے۔ ایک عجیب سی بارئیت ہے۔ ایک عجیب سی مصورئیت ہے۔ ایک عجیب سی غفاریت ہے۔ ایک عجیب سی قہاریت ہے۔ ایک عجیب سی وہابیت ہے۔ ایک عجیب سی رزاقیت ہے۔ ایک عجیب سی فتاحیت ہے۔ ایک عجیب سی علیمیت ہے۔ ایک عجیب سی قابضیت ہے۔ ایک عجیب سی باسطیت ہے۔ ایک عجیب سی خافضیت ہے۔ ایک عجیب سی رافعیت ہے۔ ایک عجیب سی معزیت ہے۔ ایک عجیب سی مذلیت ہے۔ ایک عجیب سی سمیعیت ہے۔ ایک عجیب سی بصیریت ہے۔ ایک عجیب سی حکمیت ہے۔ ایک عجیب سی عدلیت ہے۔ ایک عجیب سی لطیفیت ہے۔ ایک عجیب سی خبیریت ہے۔ ایک عجیب سی حلیمیت ہے۔ ایک عجیب سی عظیمیت ہے۔ ایک عجیب سی غفوریت ہے۔ ایک عجیب سی شکوریت ہے۔ ایک عجیب سی علیت ہے۔ ایک عجیب سی کبیریت ہے۔ ایک عجیب سی حفیظیت ہے۔ ایک عجیب سی مقیتیت ہے۔ ایک عجیب سی حسیبیت ہے۔ ایک عجیب سی جلیلیت ہے۔ ایک عجیب سی کریمیت ہے۔ ایک عجیب سی رقیبیت ہے۔ ایک عجیب سی مجیبیت ہے۔ ایک عجیب سی واسعیت ہے۔ ایک عجیب سی حکیمیت ہے۔ ایک عجیب سی ودودیت ہے۔ ایک عجیب سی مجیدیت ہے۔ ایک عجیب سی باعثیت ہے۔ ایک عجیب سی شہیدیت ہے۔ ایک عجیب سی حقیت ہے۔ ایک عجیب سی وکیلیت ہے۔ ایک عجیب سی قویت ہے۔ ایک عجیب سی متینیت ہے۔ ایک عجیب سی ولیت ہے۔ ایک عجیب سی حمیدیت ہے۔ ایک عجیب سی محصیت ہے۔ ایک عجیب سی مبدئیت ہے۔ ایک عجیب سی معیدیت ہے۔ ایک عجیب سی محییت ہے۔ ایک عجیب سی ممیتیت ہے۔ ایک عجیب سی حییت ہے۔ ایک عجیب سی قیومیت ہے۔ ایک عجیب سی واجدیت ہے۔ ایک عجیب سی ماجدیت ہے۔ ایک عجیب سی واحدیت ہے۔ ایک عجیب سی صمدیت ہے۔ ایک عجیب سی قادریت ہے۔ ایک عجیب سی مقتدریت ہے۔ ایک عجیب سی مقدمیت ہے۔ ایک عجیب سی مؤخریت ہے۔ ایک عجیب سی اولیت ہے۔ ایک عجیب سی آخریت ہے۔ ایک عجیب سی ظاہریت ہے۔ ایک عجیب سی باطنیت ہے۔ ایک عجیب سی والیت ہے۔ ایک عجیب سی متعالیت ہے۔ ایک عجیب سی برئیت ہے۔ ایک عجیب سی منتقمیت ہے۔ ایک عجیب سی عفوئیت ہے۔ ایک عجیب سی رؤفیت ہے۔ ایک عجیب سی مالک الملکیت ہے۔ ایک عجیب سی ذوالجلال والاکرامیت ہے۔ ایک عجیب سی مقسطیت ہے۔ ایک عجیب سی جامعیت ہے۔ ایک عجیب سی غنیت ہے۔ ایک عجیب سی مغنیت ہے۔ ایک عجیب سی مانعیت ہے۔ ایک عجیب سی ضاریت ہے۔ ایک عجیب سی نافعیت ہے۔ ایک عجیب سی نوریت ہے۔ ایک عجیب سی ہادیت ہے۔ ایک عجیب سی بدیعیت ہے۔ ایک عجیب سی باقیت ہے۔ ایک عجیب سی وارثیت ہے۔ ایک عجیب سی رشیدیت ہے۔ ایک عجیب سی صبوریت ہے۔

گزشتہ کل کا واقعہ

آنکھ بند کر کے حضرت مکی شاہ کو ایک ٹک دیکھتی رہی اور سوچتی رہی کہ یہ کون ہیں جو اتنی بڑی بات کہہ رہے ہیں اور پھر ان کی بات سن کر ہر شخص کا سر عقیدت سے جھک جاتا ہے اور ہر شخص ان کی بات کو بغور سنتا ہے اور ان کی بات کو ماننے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ ان کی بات میں ایک عجیب سی کشش ہے۔ ایک عجیب سی تاثیر ہے۔ ایک عجیب سی روحانیت ہے۔ ایک عجیب سی نورانیت ہے۔ ایک عجیب سی ملکوتیت ہے۔ ایک عجیب سی ربانیت ہے۔ ایک عجیب سی الوہیت ہے۔ ایک عجیب سی قدوسیت ہے۔ ایک عجیب سی صمدیت ہے۔ ایک عجیب سی احدیت ہے۔ ایک عجیب سی وحدانیت ہے۔ ایک عجیب سی ربوبیت ہے۔ ایک عجیب سی رحمانیت ہے۔ ایک عجیب سی رحیمیت ہے۔ ایک عجیب سی مالکیت ہے۔ ایک عجیب سی خالقیت ہے۔ ایک عجیب سی بارئیت ہے۔ ایک عجیب سی مصورئیت ہے۔ ایک عجیب سی غفاریت ہے۔ ایک عجیب سی قہاریت ہے۔ ایک عجیب سی وہابیت ہے۔ ایک عجیب سی رزاقیت ہے۔ ایک عجیب سی فتاحیت ہے۔ ایک عجیب سی علیمیت ہے۔ ایک عجیب سی قابضیت ہے۔ ایک عجیب سی باسطیت ہے۔ ایک عجیب سی خافضیت ہے۔ ایک عجیب سی رافعیت ہے۔ ایک عجیب سی معزیت ہے۔ ایک عجیب سی مذلیت ہے۔ ایک عجیب سی سمیعیت ہے۔ ایک عجیب سی بصیریت ہے۔ ایک عجیب سی حکمیت ہے۔ ایک عجیب سی عدلیت ہے۔ ایک عجیب سی لطیفیت ہے۔ ایک عجیب سی خبیریت ہے۔ ایک عجیب سی حلیمیت ہے۔ ایک عجیب سی عظیمیت ہے۔ ایک عجیب سی غفوریت ہے۔ ایک عجیب سی شکوریت ہے۔ ایک عجیب سی علیت ہے۔ ایک عجیب سی کبیریت ہے۔ ایک عجیب سی حفیظیت ہے۔ ایک عجیب سی مقیتیت ہے۔ ایک عجیب سی حسیبیت ہے۔ ایک عجیب سی جلیلیت ہے۔ ایک عجیب سی کریمیت ہے۔ ایک عجیب سی رقیبیت ہے۔ ایک عجیب سی مجیبیت ہے۔ ایک عجیب سی واسعیت ہے۔ ایک عجیب سی حکیمیت ہے۔ ایک عجیب سی ودودیت ہے۔ ایک عجیب سی مجیدیت ہے۔ ایک عجیب سی باعثیت ہے۔ ایک عجیب سی شہیدیت ہے۔ ایک عجیب سی حقیت ہے۔ ایک عجیب سی وکیلیت ہے۔ ایک عجیب سی قویت ہے۔ ایک عجیب سی متینیت ہے۔ ایک عجیب سی ولیت ہے۔ ایک عجیب سی حمیدیت ہے۔ ایک عجیب سی محصیت ہے۔ ایک عجیب سی مبدئیت ہے۔ ایک عجیب سی معیدیت ہے۔ ایک عجیب سی محییت ہے۔ ایک عجیب سی ممیتیت ہے۔ ایک عجیب سی حییت ہے۔ ایک عجیب سی قیومیت ہے۔ ایک عجیب سی واجدیت ہے۔ ایک عجیب سی ماجدیت ہے۔ ایک عجیب سی واحدیت ہے۔ ایک عجیب سی صمدیت ہے۔ ایک عجیب سی قادریت ہے۔ ایک عجیب سی مقتدریت ہے۔ ایک عجیب سی مقدمیت ہے۔ ایک عجیب سی مؤخریت ہے۔ ایک عجیب سی اولیت ہے۔ ایک عجیب سی آخریت ہے۔ ایک عجیب سی ظاہریت ہے۔ ایک عجیب سی باطنیت ہے۔ ایک عجیب سی والیت ہے۔ ایک عجیب سی متعالیت ہے۔ ایک عجیب سی برئیت ہے۔ ایک عجیب سی منتقمیت ہے۔ ایک عجیب سی عفوئیت ہے۔ ایک عجیب سی رؤفیت ہے۔ ایک عجیب سی مالک الملکیت ہے۔ ایک عجیب سی ذوالجلال والاکرامیت ہے۔ ایک عجیب سی مقسطیت ہے۔ ایک عجیب سی جامعیت ہے۔ ایک عجیب سی غنیت ہے۔ ایک عجیب سی مغنیت ہے۔ ایک عجیب سی مانعیت ہے۔ ایک عجیب سی ضاریت ہے۔ ایک عجیب سی نافعیت ہے۔ ایک عجیب سی نوریت ہے۔ ایک عجیب سی ہادیت ہے۔ ایک عجیب سی بدیعیت ہے۔ ایک عجیب سی باقیت ہے۔ ایک عجیب سی وارثیت ہے۔ ایک عجیب سی رشیدیت ہے۔ ایک عجیب سی صبوریت ہے۔

گئی یہ تلوار عبداللہ بن جحش کے پاس آخری دم تک رہی اور ان کی شہادت کے بعد وہ

حضور ﷺ میں واپس بھیج دی گئی۔ (ابن سعد)

شہید کی تلوار

تو وہ دین نعمان انہیری رضی اللہ عنہ بن مسجد نبوی سے گھر لے گئے

تو ہر کر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کی

شاخ عطا فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ یہ شاخ اپنی رہائش گاہ پر لے جانے کی بجائے

آگے اور دس گھروں سے ہوتے ہوئے جانا یہ غیب کی خبر دیں گے جہاں کہیں یہ شاخ

تو ایک کان چیر نظر پڑے گی اسے وہیں گاڑ دینا چنانچہ ان کے گھر سے یہ شاخ

کی طرح روشن رہی اور گھر میں ایک کان چیر نظر آئی جس وقت وہ سے وہیں گاڑ دیا۔ (ابن سعد)

حضرت ابوہریرہ کی مٹھی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے

مجھے تھوڑے سے چھوہارے عطا فرمائے اور حکم

دیا کہ ان کو اپنی مٹھی میں رکھ لو اور جب تمہارا جی چاہے اس میں سے ایک ایک

کر کے کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ اگر خبردار اس مٹھی کو کبھی جھاڑنا مت یہ

چھوہارے کبھی ختم نہ ہوں گے۔ سبحان اللہ! حضور کا حکم پاکر یہ چھوہارے

بابرکت ہو گئے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیس برس تک ان چھوہاروں کو کھاتے اور

کھلاتے رہے بلکہ کئی من اس میں سے خیرات بھی کر چکے مگر وہ ختم نہیں ہوئے۔ یہاں

تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن وہ تھیلی کمر سے کٹ کر کہیں گر پڑی

جس کا مجھے حضرت ابوہریرہ کو ساری زندگی افسوس اور درد رہا۔ آپ یہ

یہ شعر پڑھتے پھرتے تھے

رَبَطْتُ عَلَى خَصْرِي وِعَاءً فَلَمْ يَزَلْ ... فَلَمَّا أَجْرَابَ وَقَطَّعَ شَدُّهُ

یعنی سب کو تو آج تک کھا رہے ہیں مگر جب وہ تھیلی گم ہوئے بارہ

حضرت عثمان کی شہادت کا

عزیز محترم! یہ نورانی واقعات پڑھتے ہوئے سوچ کی تڑپ عطا کر رہے

ہیں کہ زمین و آسمان کی تمام کائنات رحمۃ للعالمین کو جانتی پہچانتی اور دل و جان سے

ترکیب کون

مضمون ہے جس کی طرف اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے نہایت ہی لطیف اشارہ فرمایا ہے ؎

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر
جو وہاں سے ہو یہیں آئے جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اہل علم اس مضمون کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ نحو پڑھنے والا مبتدی بچہ بھی اس مسئلہ کو جانتا ہے کہ مفعول لہ اور فعل معلل بہ کا فاعل ایک ہی ہوتا ہے اور مفعول لہ فعل معلل بہ کا سبب ہوا کرتا ہے تو اس آیت میں جب رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ آرسلنٰك فعل کا مفعول لہ ہوا تو آرسلنٰك اور رَحْمَةً دونوں کا فاعل خدا ہوا اور رحمت سے معلوم ہوا کہ معبود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رسول ہونا سبب ہوا کہ خدا نے آپ کی وجہ سے سارے جہان پر رحمت فرمائے ؎

مقصود نور آمدست در گنج نہ مضمر

مقصود فرد آمدست در گنج نہ مضمر

دوسرا قول یہ ہے کہ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کے ضمیر [illegible] ہے۔ اب اس صورت میں آیت کا ترجمہ یہ ہوگا کہ ہم نے تجھ [illegible] کے لئے کہ آپ ہی جہان کے لئے رحمت ہیں۔

برادران ملت! ترجمہ "مگر رحمت سبب ہے [illegible] کا۔ اس لئے ہم نے آپ کو [illegible] رحمت کرکے بھیجا۔ رحمۃ کے رحمۃ مصدر مبالغہ کے طور پر لانے سے اس آیت [illegible] ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے [illegible]

یاد رکھئے! کہ ہر مرحوم اپنے رحم [illegible] رحمت کرنے والا رحمت ہے [illegible] ہوتا ہے۔ آیت کریمہ نے صاف بتا دیا کہ [illegible]

فرمانے والے ہیں اور سارا جہان ان کی رحمت پر پلنے والا ہے لہٰذا اس آیت کریمہ سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ ہمارا عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محتاج ہے، اور آپ دنیا میں ہونے کے محتاج نہیں ہیں آپ صرف خدا کے محتاج ہیں اور ساری مخلوق آپ کی محتاج ہے اسی مضمون کو عارف رومی نے اپنے عارفانہ انداز میں کیا خوب ارشاد فرمایا ہے

زیں سبب فرمود حق تسقوا الغنیہ
کہ نخورد ہرگز محمد ہیچ شے

اسی وجہ سے اللہ نے اپنے سارے بندوں کو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ فاقہ کشی اور سوال سے بچو

ہاں اے کریم، جب تو ہر ایک کو دیتا ہے تو تجھ پر فاقہ کشی اور سوال سے بچنا واجب ہے اور عارف رومی اس کی تشریح کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے محتاج ہیں کیونکہ ہم آپ کے ذریعہ سے ہی خدا کی رحمت کے محتاج ہیں، مزید برآں یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے محتاج ہیں کیونکہ ہم آپ کی شفاعت کے محتاج ہیں، کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محتاج نہیں ہیں، ہاں کافر ضرور کہہ سکتا ہے، اور کہتے ہیں کہ وہ مجبور ہیں کہیں گے نہیں کہ ان کا مقابلہ کرنے والے ان کے زیردست ہیں۔ (مدیر فاروق)

ہاں بھئی، اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ قرآن کا نزول اور حضور کی بعثت ہوگئی یا حسب تصریح بیان کا ہونا ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ قرآن سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق پر رحمت فرمانے والے ہیں اور سارا عالم آپ کی رحمت کا محتاج ہے، اگر یہ کہا جائے کہ آپ تو دنیا میں نہیں ہیں اور نہ ہی آپ کی ضرورت ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ کے محتاج ہیں اور آپ کی ضرورت ہے اور نہ ہونے میں نہیں بلکہ آپ نے جو خدمت ہمارے لئے انجام دی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ جب سے عالم

حیاتِ ابدی!

ہر درِ نبی سلام! میں ایک ننھا بچہ ہوں جو آپ کا نام لیوا ہے اور جب تک سانس ہے آپ کا نام لیتا رہوں گا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہر نبی اپنی قبر میں اپنی امت تک زندہ رہتا ہے۔ جب تک امت زندہ رہتی ہے نبی بھی زندہ رہتا ہے۔ جب تک امت آپ کا نام لیتی ہے آپ کا نام بھی زندہ رہتا ہے۔ جب تک امت آپ کا کلمہ پڑھتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کی سنتوں پر عمل کرتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کی محبت کا دم بھرتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کی یاد مناتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کا ذکر کرتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کی نعت پڑھتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کی سیرت پڑھتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کی سنتوں پر عمل کرتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کی محبت کا دم بھرتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کی یاد مناتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کا ذکر کرتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کی نعت پڑھتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک امت آپ کی سیرت پڑھتی ہے آپ بھی زندہ رہتے ہیں۔

ہیں شیخ سعدی علیہ رحمۃ کا یہ شعر سنتے گزرے

تو صل وجود آدمی زنخست
دگر ہر چہ موجود شد فرع ست

یعنی یا رسول اللہ! آپ وجود کی جڑ ہیں کہ سب سے پہلے آپ ہی تشریف لائے اور دوسری تمام موجودات آپ کی شاخیں ہیں۔ یہ نکتہ میرے ذہن میں آیا کہ شیخ سعدی مسئلہ حیات النبی پر روشنی ڈال رہے ہیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے اللہ نے پیدا فرمایا اور ایک بچہ بھی اس بات کو اپنی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جڑ پہلے موجود ہوتی ہے اور شاخیں بعد کو پیدا ہوتی ہیں کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے سب سے پہلے موجود فرمایا پھر اس نور سے شاخیں نکلی ہیں۔ اسی نور محمدی سے سب جہان کو پیدا فرمایا۔ یہ ایک بات ہی ہر عاقل و دانا سمجھتا ہے کہ اگر کسی درخت کی جڑ کاٹ دیجئے تو شاخیں خود بخود خشک ہو جاتی ہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے اٹھا لیا جائے تو دنیا کی ہر چیز کو فنا ہو جانا چاہیے۔ یہ سب کا نام باقی رہ سکتا ہے جبکہ اس کا خالق باقی رہے۔ اس کی جڑ باقی رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ و موجود اور باقی ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تاجدار کائنات ﷺ

[illegible]

ہے جس نے پیغمبر سے رحمت کس طرح چھین سکے۔ لہٰذا جب یہ ایمان ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں تو اس بات کا بھی یقین کرنا پڑے گا کہ آپ عالمین بھی ہیں۔ یعنی آپ سارے عالم کو جانتے ہیں اور سب کو اپنی رحمت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ خود خدا نے فرمایا۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ یعنی اے محبوب! اللہ نے آپ کو تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا ہے اور آپ پر اللہ کا فضل آپ کے وہم سے بھی بڑا ہے۔

برادرانِ ملت! آپ اگر کوئی شخص منور علیہ صلوٰۃ والسلام کو رحمۃ للعالمین تو تسلیم کرتے ہیں مگر وہ کہتا ہے کہ آفتاب کی روشنی کو تو تسلیم کرتا ہوں مگر سورج کے وجود کا انکار کرتا ہے۔

پہلے درود شریف۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قرآن مجید میں وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ فرما کر یہ بتا دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی رحمت سے نوازا ہے۔ اس لیے آپ سارے عالم کو اپنی رحمت سے فیضیاب ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ خواہ عالم سے مراد عالم ملک ہو یا عالم ملکوت عالم ملک ہو یا عالم ارض و سما، عالم دنیا ہو یا عالم آخرت کا تمام فرش سے عرش آپ کی رحمت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اب آیئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت سے عالم کس طرح فیضیاب ہو رہا ہے؟

حضرت جبرئیل اور رحمت

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو ہم سب جانتے ہیں۔ مگر یہ بھی معلوم ہے کہ آپ رحمت سے فیضیاب ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت فرمایا کہ اے حبیب! آپ کی امت کے بارے میں میرا کیا حکم ہے؟ اگر آپ کی امت کے بارے میں میرا حکم قتل ہے تو میں قتل کروں گا۔ اگر قید ہے تو قید کروں گا۔ اگر آپ کی امت کے بارے میں میرا حکم یہ ہے کہ ان کو جہنم میں ڈال دوں تو میں ڈال دوں گا۔ مگر یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کی امت کے بارے میں میرا حکم کیا ہے؟ اگر آپ کی امت کے بارے میں میرا حکم یہ ہے کہ ان کو جنت میں بھیج دوں تو میں بھیج دوں گا۔ مگر یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کی امت کے بارے میں میرا حکم کیا ہے؟

ہے مطمئن نہیں تھا لیکن سے رحمتِ عالم! میں جب آپ کی خدمت میں وقی ہے کہ
رب کریم نے میرے بارے میں یہ فرمایا کہ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ
یعنی جبریل دربار الٰہی میں صاحب مرتبہ ہیں، مقتدر ہیں اور امین ہیں۔
اس آیت کے نزول کے بعد مجھے پختہ یقین ہو گیا کہ آپ رحمتوں سے
مجھے جو یہ رحمت عطا کی گئی یہ سب رحمتوں اور نعمتوں سے میرے نزدیک بڑھ کر ہے۔

ہر دنیا کو ہر رحمت

ہر دنیا کو ہر رحمت عطا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ یعنی آپ مؤمنوں پر بہت شفقت اور مہربانی فرمانے
والے ہیں

ان آیات کی روشنی میں رحمۃ للعالمین کا مفہوم بہت واضح ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ
عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ فرماتا ہے کہ امت پر ذرا سی مشقت بھی حضور پر بہت گراں گزرتی ہے
ناقابل برداشت ہے۔ دنیا کی آفت یہ ہدایت کی خلاف ورزی سب کچھ
یہ سب کچھ ہے یہ سب رحمت عطا کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور رحمت یہ ہے
امت سب آفتوں سے محفوظ رہے۔ ان کو ہر قسم کی خیر
کا ثمرات و زخیز رامو کا خطاب یہ یہ حضور علیہ السلام کی رحمت
کا صدقہ ہے اور آخرت کے بارے میں کیا کہنا! ہدایت ہے کہ جس امت کی
یہ سب کی امتیں دین کے بہانے کے ساتھ ساتھ دوزخ میں جائیں گی
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مومن کا گزر ہو گا تو اس شان سے کہ لوگ کہے گے
دو دو زخ میں رہے ہوں گے قرآن مجید نے ہمیں خوشخبری سنائی ہے
وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا دے گا
آپ راضی ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے یہ امت ہی رحمت سے مشرف ہو گی سب سے پہلے یہ
امت بخشی جائے گی اور سب سے پہلے جنت میں جائے گی۔ یہ ہے
مختصر رحمت عالم کی رحمت پر دلائل کی روشنی میں

ٹوٹے جن کے نہ جوڑنے جن کے

تابِ دیدار لائے ہیں!

۲۰ ۔ ۔ ۔

تو نہ قول اور نہ قول پر رحمت

تو قول اور قول پر رحمت

تو نہ قول اور نہ قول پر رحمت

کرتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ کے فرمانبردار رہتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

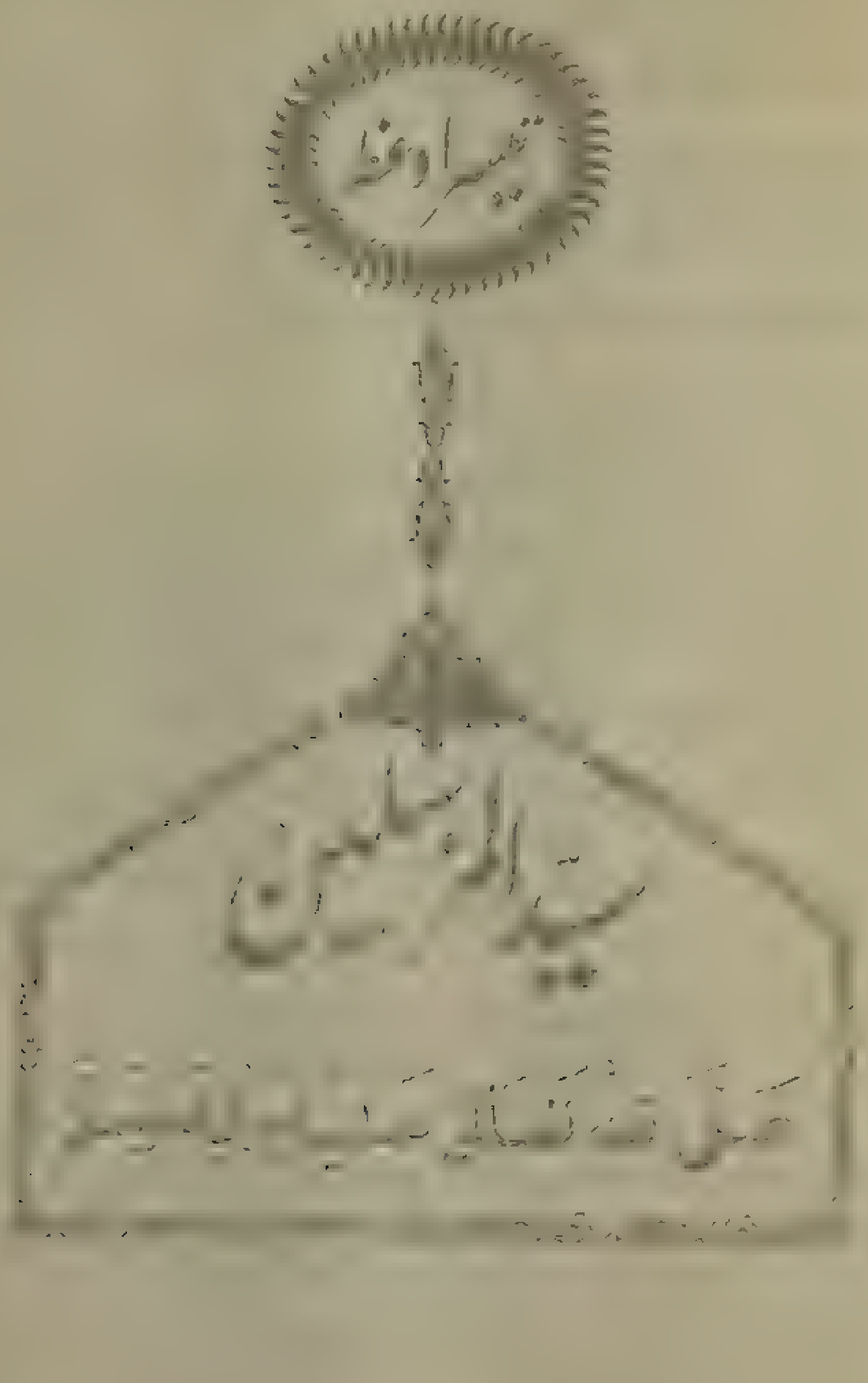
تفسیر واعظ
سید الواعظین
حسن تخلص سید الشعراء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون ۝

(سورۃ الاعراف)

بزرگانِ ملت! برادرانِ اسلام! سورۂ اعراف کی یہ آیت کریمہ آپ سب بزرگوں نے سنی ہے، سنائے جانے کے وقت کان لگائے تھے۔

مفسرین اس آیت کریمہ کی تفسیر میں [illegible] کا بیان نقل کرتے ہیں کہ [illegible]

تعریف ہوئی کیوں کہ اسی نے اس آپ ﷺ کو اتنا خوبصورت و حسین بنایا ہے اور اسی طرح تم تصور کرو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جس قدر بھی تعریف کریں وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے کیونکہ اسی خالق کائنات نے آپ ﷺ کو پیدا فرمایا اور اسی نے اپنے محبوب کو حسن و جمال عطا فرمایا [illegible] لہٰذا آپ کی قدر [illegible] کی تعریف کی جائے گی وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تعریف ہوگی۔

[illegible]
[illegible] شان [illegible]

بہرکیف [illegible]

[illegible]

بزرگان ملت! یہی وہ شعور ہے جس کو خداوند عالم نے ارشاد فرمایا۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۔

یہ رسول ہیں ہم نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے چنانچہ بعض سے کچھ ایسے بھی رسول ہیں جن سے خداوند عالم نے کلام فرمایا، اور کچھ تو ایسے بھی شان والے ہیں کہ رب العزت نے ان کے لیے بھی درجات بلند فرما دیئے ہیں۔

تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس آیت میں وہ رسول جن سے خداوند عالم نے کلام فرمایا، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہیں اور وہ رسول جن کے درجات بلند کیے گئے وہ محبوب کردگار، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

برادران اسلام! خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف سے کلام کی معراج سے سرفراز فرمایا اور اپنے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معراج عطا فرمائی فَتَدَلّٰى فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى کے خطاب کے ساتھ اپنے قرب خاص سے نوازا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معراج موسوی اور حضرت محمد کی معراج محمدی ہے ان دونوں کا فرق دیکھئے اور حبیب اللہ کی شان و عظمت کا اندازہ کیجئے۔

بزرگان ملت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معراج کا مقام کوہ طور ہے جو زمین پر ہے اور معراج محمدی کا مقام عرش ہے جو آسمانوں کے اوپر ہے گویا ان دونوں معراجوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خداوند قدوس نے حکم فرمایا کہ وہ کوہ طور پر تشریف لائیں اور چالیس دن روزہ رکھیں، چنانچہ چالیس روزے رکھ کر جب چلہ پورا ہو گیا تو خداوند عالم نے ان کو اپنے جمال کی ایک تجلی کا جلوہ دکھایا۔ چنانچہ رب العزت جل مجدہ خود ارشاد فرماتا ہے۔

معراج موسوی

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۔

یعنی جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقررکئے ہوئے وقت پر آگئے اور ان کے رب نے ان سے کلام فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے پروردگار توجلوہ دیدار سے مشرف فرما میں تجھ کو دیکھوں گا۔

خداوند ذوالجلال نے جواب میں فرمایا لَنْ تَرٰىنِيْ یعنی اے موسیٰ علیہ السلام تم میری آنکھوں سے میرے جمال بے مثال کے دیکھنے کی تاب و طاقت نہیں رکھتے۔ تم ہرگز ہرگز ہرگز مجھ کو دیکھ نہیں سکتے مگر پھر بھی نعمت حق میں مبالغہ نے اپنے پیغمبر کو عزم کامل نہیں توڑا اور ارشاد فرمایا کہ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ یعنی موسیٰ علیہ السلام آپ پہاڑ کی طرف نظر جمائے رکھئے اگر وہ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو عنقریب آپ کو میرا دیدار حاصل ہوجائے گا۔ پس جب تجلی حق نے پہاڑ کی طرف رخ کیا فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۔ یعنی جب رب تبارک و تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنی تجلی کا ظہور فرمایا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر زمین پر گر گیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوکر گر پڑے جب ہوش و خرد سے بیگانہ ہوگئے اپنے رب کی ہیبت و عظمت سے لرزہ براندام ہوگئے اور زمین پر گر پڑے۔

فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ ۔ یعنی عرض کیا کہ اے اللہ آپ کی ذات

تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ پاک ہے میں تیرے دیدار کا سوال کرنے سے

(باقی)

---

* ہمارے قارئین پر یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا کلام سننا اور اس کا دیدار کرنا جب

حدیث چہارم

دراک دیدار سے محروم و مجبور ہی رہتے۔ ایک مرتبہ کسی شاعر نے خداوند قدوس کی خدمت میں عرض کرتے ہوئے کہا ہے کہ

تیرے چہرے سے پڑے پردہ کے ہٹ جانے سے
تو اگر پردہ اٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے

شیخ صاحب! تعجب ہے یہ شعر سنتے ہی آپ خداوند قدوس کی شکایت کرنے لگے کہ خداوندا! تیرے چہرے کی وجہ سے یہ مسجد و منبر سے جھگڑے کثرت ہو گئے۔ تو پردہ اٹھا کر اپنا چہرہ دکھا دے تو مسجد و منبر کے جھگڑے دونوں تیرے ہی آگے سربسجود ہو جائیں اور مسجد و منبر کا جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔ جی ہاں صوفی نے سنا تو اس کو جواب دینا کہ اب اس کے بعد کیا کہتا ہے؟ ؎

یہی بہتر ہے کہ پردہ میں وہ رہ لیتا ہے۔
وہ اگر پردہ اٹھا دے تو کسے تاب رہے۔

اے خدا کی ذات غیب الغیب ہے تو سب چھپے ہوؤں میں سب سے بڑھ کر چھپا ہوا ہے ؎

اسے کون دیکھ سکتا کہ وہ دیکھتا ہے سب کو
نہ دکھائی دینے والا کہیں اور چھپا ہوا ہے

سب یہ ہے کہ خداوند قدوس کی ذات غیب غیب ہے اور سب کی آنکھیں اس کے دیدار سے عاجز و درماندہ ہیں۔ مگر سبحان اللہ! محبوب خدا کی آنکھیں بے مثل و بے مثال ہیں کہ ان آنکھوں سے غیب غیب نہ رہا۔ تو تک آنکھوں سے غیب الغیب چھپا ہوا نہ رہا۔ ان آنکھوں سے خدا کی قسم کون سا غیب ہے جو پوشیدہ رہا۔ اسی حقیقت کو نعت کے ایک شاعر نے کہا ہے ؎

ے ور کوئی غیب کیا تم سے نہاں بعد نبی
سب نہ خدا ہی چھپے تم پہ کروڑوں درود

قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی
غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی
مِنْ رَّسُوْلٍ ۔

یعنی خدا ہر غیب کا جاننے والا ہے۔
اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا لیکن
اپنے پسندیدہ رسولوں میں سے جس کو چاہتا
اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

حدیث شریف میں خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ
فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ
فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ۔

یعنی اللہ عزوجل نے اپنا
دست کرم میرے دونوں شانوں کے درمیان
رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی دونوں
چھاتیوں کے درمیان محسوس کی پھر ہر چیز
میرے لیے روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ

فَاِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ
فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔

یعنی اللہ نے میرے لیے زمین کو سکیڑ
دیا تو میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھ

خلاصہ یہ کہ اپنے کسی دوست یا دشمن کے متعلق یہ نہ کہیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نہیں گھٹا سکتے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے

تو گھٹانے سے کسی کے کہ نہ شان ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیری

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نام رہتا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

یہ حال! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ نبی آخر الزماں، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے اتنی بڑی اعلان فرمایا کہ میرے حبیب تمام سو دنیوں میں یک نہ ہیں خاص رسول ہے جس کو تمام رسولوں میں سے چن کر خدا و ند عالم نے بھیجا ہے۔ پھر اس رسول کی عظمت شان کا بیان کس زبان میں طاقت ہے کہ ذکر کر سکے ہے

فرش والے تیری شوکت کا عوکیا چاہیں۔
خسرو عرش پہ ڈنکا ہے تیرا۔

پڑھیے درود شریف: اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد وآلہ اجمعین۔

نمبر ۱ برادران ملت! آپ کے ارشاد ہے۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی۔ (قرآن) رسول کی عزت النبی پر بھی ہے۔ علماء نے فرمایا ہے جو شخص نبی کے علاوہ دیا کہ پیارے حبیب خاص رسول بھی ہیں اور خاص نبی بھی ہیں۔ یعنی جس کی نبوت بے نیاز ہے۔ ان کی رسالت کی عظمت کا کیا کہنا ہے۔

النبی اس بات میں کہ حضور پر سلام کی دوسری عظمت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا ہے واقعی کی بات ہے کہ آپ کو مرتبہ نبوت کا عطا فرمایا ہے جو پہلے دیگر انبیاء کرام کو عطا فرمایا ہے تو ان کی نبوت کا زمانہ ہو گزرا ہے کوئی زندہ نہیں ہے اس جانب سے پہلے نبیوں کی نبوت کے بعد ہے ہو گئی ہے۔ لیکن جو فضیلت حضور پر ہے صاحب نبوت فرمائی ہے کہ آپ کی نبوت کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہو سکتا ہے

ہیں تو نبیؐ کا ترجمہ ہوا "بلند مرتبہ" اور اگر ہم تم مقصود کے معنی میں لیتے ہیں تو نبیؐ کا ترجمہ ہوا "بلند مرتبہ دینے ہوا" بہرحال مندرجہ بالا لفظ نبی کے مفہوم لغوی سے یہ سمجھ لینا کہ نبی وہی شخص ہوتا ہے جو بلند مرتبہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی بلند مراتب عطا فرماتا ہے پھر اللہ کریم نے اس خاص لفظ سے جو سب نبیوں کا نبی بن سکے اور سب رسولوں کا بھی رسول ہو سید الانبیاء بھی ہے اور امام رسل بھی۔ بہلا وہ کہتے بڑے بڑے مرتبے والا ہوگا اور دوسروں کو بھی بہت سے مرتبے عطا فرمانے والا ہوگا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ ؎

سبھی نبیوں کو بھی درجہ نیک نامی
مگر خوبیاں ترے در کی عطا ہیں

بلا ریب و بلا تشبیہ یہ تمام سرکار کو کیسے کیسے بلند رتبے ہے کہ وہ جب سے اپنی شان نبوت کے پرتوں کو دین و دنیا کی کیسی کیسی نعمتوں پر جلوہ دیا ہے کتنی بڑی بڑی دولتوں سے مالا مال فرما دیا ہے۔ ان کا کچھ اندازہ بھی کر سکتا ہے جس نے تاریخ نبوت کا مطالعہ کیا ہے۔

حضرت بلال

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حبشی غلام تھے۔ نہ کوئی عزت نہ کوئی دولت۔ مکہ کی گلیوں میں ذلیل و خوار پھرتے تھے۔ مگر جب غلامی رسول کا پٹہ گلے میں ڈال کر مسلمان بن گئے تو حضور رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا قدر افزائی فرمائی بڑے بڑے مرتب درجات ان کے قدموں کی ٹھوکر پر قربان ہونے لگے۔ ایک دن حضور رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا عَمِلْتُ يَا بِلَالُ قَدْ وَجَدْتُ — یعنی یا بلال تم نے ایسا کیا عمل کیا جو میں
عَمَلًا خَيْرًا مِنْكَ أَمَامِي فِي الْجَنَّةِ — نے جنت میں تمہارے آگے آگے تمہارے جوتوں کی آہٹ پائی

آگے بلال۔

ف

مفتی احمد یار صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے آگے لکھتے ہیں۔ اسی لئے میں نے دیکھا کہ آپ نے نماز فجر کے بعد حضور کی خدمت سے جانے کے بجائے آگے آگے چلنا شروع کر دیا۔ کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تو کوئی عمل ایسا نہیں جانتا جو مرتبہ بلند

اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

برادرانِ ملت! ذرا پارۂ رسول کے حیات کا ذکر آگیا ہے تو آیئے! اس کے اور بھی چند نمونے ملاحظہ فرمایئے! کہ دربارِ کرم سے خادموں کو کیسی کیسی نعمتیں عطا ہوئیں!

سرِ پاشفا خاتم حنظلہ بن حزیم مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن رکابِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ آنسو بہہ رہے ہیں۔ سرکارِ دو عالم کو رات پیش آئی تھی۔ حنظلہ کا یہ حال تھا کہ اگر دنیا ہوا ہو جائے کسی کو پروا نہ ہو مگر حضرت حنظلہ صرف اپنا سر نہ پھٹنے دیتے تھے اور مریض کو فی الفور شفا حاصل ہو جاتی تھی۔ (الکلام المبین)

سر پہ کس کا جوتا مروان نعیبہ تہنی مقام سیالکوٹ میں مسلمان ہوئے یہ بڑے بہادر اور جان نثار شخص تھے سرکارِ دو عالم کو رات پیش آئی تھی کہ سر اور داڑھی پر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا۔ مروان نعیبہ سو رہے تھے جاگے تو ان کے سر اور داڑھی کا یہ بال بال سفید نہیں ہوا اور آخری دم تک سیاہ رہا۔ (الکلام المبین)

جوتا چھپا دیا ام المومنین حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی چھڑک دیا اس کی برکت سے عمر کے جوانی کی رونق ان کے چہرے پر برقرار رہی نہایت ہی خوبصورت رہے۔ عمر پر جوانی کا جمال بدستور رہا۔ (الکلام المبین)

سوتیلوں کا باپ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کی وفات کے وقت ان کی والدہ باغ سان ہی دو مرتبہ بیوہ ہوئی تھیں اور ہر مرتبہ کا یہ نام تھا کہ خود حضرت انس فرماتے ہیں کہ میری والدہ کا شمار کیا ہو سکتا ہے۔ (الکلام المبین)

قتادہ کی آنکھ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں زخمی ہوئے۔

نبی اور علم الغیب [illegible]

[illegible]

مغلوب غالب ہو گا [illegible]

الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّومُ	[illegible]
فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ	[illegible]
سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ	[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان کو سے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچے کے دہنے
کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی اور اپنا لعاب دہن بچے کے منہ میں ڈالا
اور عبداللہ نام رکھا اور فرمایا کہ یہ تمام عرب کے باپ ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق ہوا کہ خلق نے بنی ہاشم کی سب سے بہادر
بن ہاشم کی اولاد میں سے دو ہزار سو پر کی اور دشمنِ محنت کی۔

(سکلام المبین)

کوان پچھے اور رکھان لیکھ کوہرے گا؟

جناب موتر ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شکر کا بیڑہ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا
اور تم دیکھ کر ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہیں ہوں گے
وہ ضرور شکست کھائیں گے اور مارے جائیں گے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
ہاتھ میں تلوار لے کر میدان میں تشریف لائے اور فرمایا کہ کون ہے جو میرا ساتھ دیتا ہے
میدان میں اس کی بات پر ستر ہوئے۔ پھر لوگوں سے حضرت عمر نے بیعت کر لی اور
بیعت کے بعد پیچھے ہوئے۔ حضور نے پھر یہ بیعت کی اور پھر پیچھے ہوئے
مرتبے تک بیٹھے ہوئے لوگوں کی شہادت کرتا رہتے اور انکھوں سے
ہاتھ سے۔ (سکلام المبین)

ابوذر کا کفن

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو
رونے لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں
کیوں نہ روؤں؟ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور
تم کو کوئی اور نہ ملا۔ آپ نے فرمایا مت رو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ میرے صحابہ میں سے ایک شخص جنگل میں مرے گا اور اس کے
پاس مومنین کی ایک جماعت ہوگی۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ جنگل میں
میں ہی ہوں اس لیے تم فکر مت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ
کی بھیجی ہے کہ جا کر ابوذر کو دفن کرو اور کفن دینے والے کو بھی

ایک نیا فتنہ کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آئے دوسے مسلمانوں نے دفن کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ طلب کرکے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس امت میں سب سے زیادہ شقی وہ شخص ہے جس کا نام قدر بن سالف تھا۔ اس نے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کو قتل کر دیا تھا۔ اس امت کا سب سے بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی خون سے رنگین ہو جائے گی اور تمہیں بھی بہت سے لوگ پہنچ پہچانتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ملجم مرادی نے آپ کی پیشانی پر تلوار ماری اور داڑھی خون سے رنگین ہو گئی اور آپ شہید ہو گئے۔

زید ابن اسلم

اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا۔ منافق تو یہ کہتے ہیں کہ ہم سے اللہ اور رسول نے جو وعدہ کیا ہے وہ دھوکہ ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کے وعدوں کو سچا نہیں سمجھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے وعدوں پر یقین نہیں رکھتے۔ اس لئے وہ اللہ کی عبادت میں سستی کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے قربانی دینے سے گریز کرتے ہیں۔ اور اس کی راہ میں خرچ کرنے سے بچتے ہیں۔ اور اس کے رسول کی اطاعت میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور اس کے دین کی خدمت میں پیچھے رہتے ہیں۔ اور اس کے دشمنوں سے جہاد کرنے سے جی چراتے ہیں۔ اور اس کے دوستوں سے محبت کرنے میں بخل کرتے ہیں۔ اور اس کے نافرمانوں سے نفرت کرنے میں سستی کرتے ہیں۔ اور اس کے احکام کی تعمیل میں تساہل کرتے ہیں۔ اور اس کے منہیات سے اجتناب کرنے میں غفلت کرتے ہیں۔ اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں کمی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے انصافی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے رحمی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے مروتی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے وفائی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے ایمانی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے دینی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے شرمی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے حیائی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے غیرتی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے عزتی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے ادبی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے تمیزی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے ہودگی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے حیائی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے غیرتی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے عزتی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے ادبی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے تمیزی کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کے ساتھ بے ہودگی کرتے ہیں۔

سبحان اللہ، کسی مدرسہ میں نہیں پڑھا۔ مگر اُمّی لقب ہیں۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ یعنی سارے جہان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دینے والے نعت جانی نہ کتابت کو کتنے حسین پیرایہ میں بیان کرتے ہیں ؎

نگارِ من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت
بغمزۂ مسئلِ آموزِ صد مدرس شد

یعنی میرے محبوب نے کبھی کسی مکتب میں گئے نہ کبھی کوئی تحریر لکھی مگر پیشانی کی ایک اشارت سے سیکڑوں مدرسوں کو سبق پڑھا دیا

۴ تورینت و انجیل

حضرات، پروردگار عالم نے اپنے محبوب کی نعت کس طرح بیان فرمائی۔

اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ

یعنی جن کو نزول کا ذکر جس توریت و انجیل میں لکھا پائیں گے۔

جس کی نشانیاں یہ ہیں کہ اس کتاب کا بچہ بچہ آپ کی نعت پڑھتا ہے۔ یَقْرَءُوْنَهٗ كَمَا یَقْرَءُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ۔ جس طرح اہل کتاب رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ پہلے ہی یہ کام وسیلہ پکڑ کر خدا سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ کتاب گذشتہ جنگ کے وقت کن طرح دعائیں مانگتے تھے۔

اَنْتَ الْمُنَصَّبُ بِالْاِشَارَةِ الْمَبْعُوْثُ
فِیْ خَیْرِ الْاَمَانِیْ اَنْزَلَ الْاَحْقَافِ
فِی الْتَّوْرٰىةِ

یعنی سب سے بڑھ کر نزول کے وقت سے ہمارے ذہن کی نعت تورینت میں ہے

۵ رامر و نواتی

اے پروردگار ہم نے تیرے محبوب کی پیشین گوئی توریت میں پڑھی ہے اور ہم تیرے محبوب پر ایمان لائے ہیں۔

[illegible]

انسانیت کا حسن اعظم

[illegible]

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

یعنی جو لوگ اپنی آواز نبی کی آواز سے اونچی کرتے ہیں اور نبی سے بات کرتے وقت ان کی عزت و تعظیم کا لحاظ نہیں رکھتے اور ان کے ساتھ ایسی بے تکلفی سے بولتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہیں تو ان کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔

اس آیت میں نبی کریم کی آواز پر قرآن کی آواز اور حضور کی تعظیم پر قرآن کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

اس میں ایک بڑی کتاب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ

یعنی قرآن کی روشنی میں رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

رب عزت جل جلالہ نے قرآن کو نور کہا ہے تاکہ ہر مسلمان کو یہ یاد رہے کہ قرآن کو سمجھنا ہو تو قرآن کو نور بننے والی حدیث رسول کی روشنی میں پڑھو اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات نبوت کا مشاہدہ کرنا ہو تو قرآن کی روشنی میں ذات پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ یاد رکھو اگر نور نبوت یعنی حدیث کریم کی روشنی سے الگ ہو کر قرآن کو سمجھنا چاہو گے تو ہرگز قرآن کو نہیں سمجھ سکتے اور اسی طرح اگر نور قرآن کی روشنی کو چھوڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک کو دیکھنا چاہو گے تو ہرگز کمالات نبوت کے جلوے نہیں دیکھ سکتے۔ کسی شاعر نے کہا ہے

رسول اللہ کی سنت کا اگر دامن پکڑ لیتے
تو اللہ کی کتاب اللہ سے پوچھ لیتے

فوائد کی چند نثر طرحیں

عزیز طلبہ، مؤمن کی فتح اور کامیابی دین کے لئے قربانی کرنے کی آیت میں بیان فرمائی گئی ہے۔ ذیل میں ایک حدیث شریف سے ایک بڑی قربانی کا ذکر ہے۔ اس کی تعلیم کو اپنی زندگی میں عملی طور پر شامل کرنے کی کوشش کریں۔

ایمان

[illegible]

خدمتِ رسول کے پرچم کو سرنگوں ہوتے دیکھنا برداشت نہیں کریں گے وہ خود مٹ جائیں گے مگر دشمنانِ مصطفیٰ کا ایک حرف گستاخی نہیں سنیں گے وہ خود مٹ جائیں گے مگر رسول کے کسی نشان کو مٹنے نہیں دیں گے۔ بلکہ وقت آنے پر اپنے ایمان کے لئے وہ اپنے خون کا آخری قطرہ اور زندگی کی آخری سانس قربان کر دیں گے اور اس گرم گرم خون سے گلشنِ اسلام کی زمین پر بہتے ہوئے وہ اپنے دشمنوں کو یہ پیغام دے جائیں گے کہ ؎

خوں میں نہا کے زخم سجا کر سر نیزہ آ گئے
جب وقت آیا دین پہ ہم تن فدا کر گئے

برادرانِ اسلام! یہ ہے ایمان کی پہچان رسول کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا۔ قرآن کریم نے فرمایا کہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ ... اور دوسری جگہ فرمایا ... ایمان کی پہچان یہ ہے کہ ...

تعظیمِ رسول

ہر کیف میں عرض کر رہا تھا کہ صحابہ نے اپنے سر تسلیم خم کر دیئے اپنی جانیں قربان کر دیں اور اپنے ایمان کی پہچان دے گئے ... کہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ ... اور دوسری جگہ ... محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ... کل ان کی بات ... ہر چیز کی ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ...

فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ یعنی ان کی تھوک جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی پر تھوکتے ہیں تو آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اس کو اپنے ہاتھ پر لے لیتے ہیں۔ بلکہ وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں پڑتا ہے وہ صحابی اس کو اپنے تمام بدن پر مل لیتا ہے وَاِذَا اَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ۔ اور وہ جب آپ کو کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو سب کے سب اس کی تعمیل کے لیے ٹوٹ پڑتے ہیں اور ہر ایک اس کوشش میں لگتا ہے کہ میں سب سے پہلے حکم کی تعمیل کروں۔ وَاِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وضو کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وضو کے قطروں اور بچے ہوئے پانی کے حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے لڑ پڑیں گے۔ بلکہ اس فریفتہ وارانہ عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ ادب و تعظیم کا یہ عالم ہے کہ گویا ان پر ہیبت و جلال کی وجہ سے پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ اور جب وہ کوئی کلمہ فرماتے ہیں تو حاضرین سب کے سب اپنی آوازوں کو پست کر لیتے ہیں اور سب کے سب خاموش اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ آپ کا کلام سنتے ہیں وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تعظیم کی وجہ سے کوئی شخص آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا۔ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب واپس جا کر اپنی قوم کے سامنے اس کیفیت کا اظہار کرتے ہیں تو کہتے ہیں:

اَیْ قَوْمِ وَاللّٰهِ لَقَدْ	اے میری قوم! خدا کی قسم میں بہت
وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُّ	سے بادشاہوں کے دربار میں وفد لے کر
عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ	گیا ہوں اور میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی
وَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ	جیسے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں
اَصْحَابُهٗ كَمَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ	لیکن خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو
مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا۔	نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی
	اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد
	(صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی
	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی
	کرتے ہیں۔

(بخاری، ج ۱، ص ۳۷۹)

رضی اللہ عنہ جب نیز و تراش لے کر ہجرت کے لیے روانہ ہونے لگے تو اہل مکہ نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ کہ والو! تمہیں معلوم ہے کہ میرا نشانہ خطا نہیں کرتا دیکھو میرے ترکش میں جتنے تیر ہیں جب تک میں ایک ایک تیر تمہارے جسموں میں پیوست نہ کر لوں گا تم مجھے گرفتار نہیں کر سکتے اگر میں اس وقت لڑنا نہیں چاہتا، جو مکہ میں فرقہ رہوں میں بے قرار ہو کر مدینہ منورہ جانا چاہتا ہوں تمہاری بزدلی کی ذلت میرے گھر کے فساد خانوں کو کہنے میں دفن ہے جاؤ! اس کو لے لو مگر میرا راستہ مت روکو یہ کہہ کر لالچی راستے سے ہٹ گئے اور اس پروانۂ رسول نے مکہ چھوڑ کر یثرب کا رخ کیا زندگی کی آخری سانس خدمت و نصرت رسول میں قربان کرنے کے لیے۔ ایک مرتبہ کہ مدینہ منورہ حضور سے نعت اسلام کے بیت المال طلب کیا۔ چنانچہ روایت ہے کہ

اک دن رسول پاک سے اصحاب نے کہا
دیں مال زر تو ہیں جو ہم آپ پر نثار
اب دشمن کے فرقہ اطراف میں ہر اٹھے
اس روز کے لیے کچھ تو رکھیے ذخیرہ وار
سن کے غرض کہ مال رسول خدا کے پاس
بیشمار کچھ نہ تھا جو لٹاتے وہ بے شمار
بولے حضور چھوڑیے فکر جہاں بھی
اے وہ کہ جو تمام جہاں سے ہے دل وہ نار
جو کچھ ہے کچھ نہیں کی فکر ہی تو کیجیے
مسلم ہے جس کے نوش و آرام کا نثار
بولے کہ خلق ہے فقر و ضرورت کا منتظر
باقی ہے جس کو دولت بیضا ہے شہ سوار
اتنے میں وہ فقیر بھی آ گیا
جس سے بنے عشق و محبت ہے استوار
سن کر یہ اپنے ساتھ وہ مرد وفا شعار
ہر چیز جس سے چشم ہوس میں ہے اعتبار
بولے حضور چھوڑیے فکر جہاں بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

اس طرح ہجرت کی رات میں یار غار صدیق بن کر حضور کے ساتھ رہے اور اپنی پشت پر سے کر نیلے پتھروں کی چٹانوں اور ریگزار سے گزرتے ہوئے پنجوں کے بل چلتے ہوئے ثور تک پہنچے اور غار میں پہنچ کر کہا کہ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ۔

فرمانِ سرکار

تَبَقَّوْا سُنَّةَ اٰبَائِكُمْ اِبْرَاهِيْمَ اُنْزِلَ مَعَهُ ۔۔۔ قُرَيْشٍ

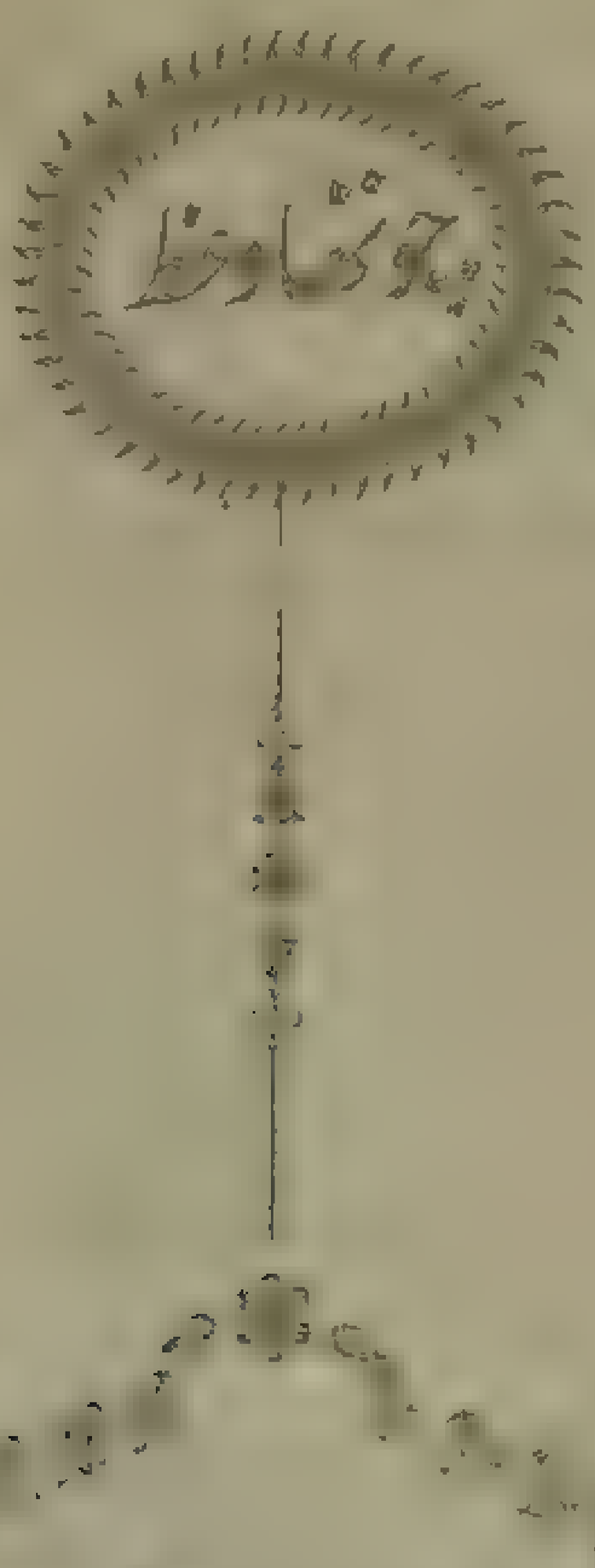
چوتھا خط
محبوب العارفین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام
على سيدنا محمد المبعوث رحمة للعالمين
وعلى آله وصحبه الغر الميامين وبعد فهذه

من الشيخ الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

قل إن كان آباؤكم وأبناؤكم وإخوانكم وأزواجكم
وعشيرتكم وأموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومساكن
ترضونها أحب إليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله فتربصوا حتى
يأتي الله بأمره والله لا يهدي القوم الفاسقين (التوبة)

[illegible]

غلام مصطفیٰ نہ بن سکا۔ تو تکبیر تحریمہ و دیگر واجب میں کچھ فرق نہیں ہے گا۔ اسی مضمون کو کسی دوسرے شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے ؎

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

برادرانِ اسلام! اسی مضمون کو قرآن مجید نے اس آیت میں پیش فرمایا ہے کہ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ ۔ یعنی اللہ کی محبت رسول کی محبت، جہاد کی محبت، ان تینوں کی محبت کو ہر دوسری چیز کی محبت سے بڑھ کر ہونا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مومن کے لیے واجب الاعتقاد اور لازم قرار دے دیا ہے مگر برادرانِ ملت! ان تینوں محبتوں میں اگر غور کیجئے تو محبت رسول ہی ان تینوں محبتوں کی جامع اور اصل محبت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صرف اللہ سے محبت کرے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ رسول اور جہاد سے بھی محبت رکھے کیونکہ اللہ سے تو کفار و مشرکین بھی محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اور رسول اور جہاد کی محبت ان کے دلوں میں نہیں ہے؟ اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ سے محبت کرنے والے کے لیے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ رسول سے بھی محبت رکھے۔ مگر یاد رکھئے کہ جو شخص رسول سے محبت کرے گا وہ یقیناً اللہ سے بھی محبت کرے گا اور جہاد فی سبیل اللہ سے بھی ضرور محبت کرے گا۔ اس لیے ثابت ہوا کہ محبت رسول ہی ان تینوں محبتوں کی جامع اور اصل اصول ہے۔

برادرانِ ملت! [illegible] اللہ اور رسول دونوں کی [illegible] فَقَدْ [illegible] رسول کی [illegible] کر! یہ نہیں فرمایا [illegible] خدا کی [illegible]

خطبہ

برادرانِ اسلام! یہی وجہ ہے کہ خدا کے سچے بندوں کی تمام زندگی درد بھرے دل کے ساتھ اپنے پیارے خدا سے یہ التجا کرتے گزری ہے کہ یا اللہ! ہمیں اپنے پیارے نبی کی سچی محبت عطا فرما۔

محبتِ رسول کی بہاریں

ان خوش نصیب بندوں کے دل ہر وقت کیسے تڑپتے رہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی ذات سے مجھے اتنی محبت ہے کہ جب تک میں آپ کو دیکھ نہ لوں میرے دل کو چین نہیں آتا۔ میرا دل بے قرار رہتا ہے۔ میں کیا کروں؟ حضور نے فرمایا کہ تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

(سورۃ النساء، پارہ ۵)

ترجمہ: جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور یہ لوگ بہت اچھے ساتھی ہیں۔

سرکارِ دو عالم نے یہ سن کر فرمایا کہ تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔ یہ سن کر خوشی سے اس کا دل بھر آیا۔ اور جب تک وہ زندہ رہا اس کی آنکھ نہیں جھپکی۔ جب تک وہ حضور کو دیکھ نہ لیتا اس کو چین نہیں آتا تھا۔ یہ ہے محبت کا مزہ۔

حضور نے یہ خوشخبری سنا کر دنیا میں سرکار سے محبت کرنے والوں کو اس رحمت کی کان کا ان رحمت والی کی محبت سے نہال ہونے کا راستہ بتا دیا۔

نَحْنُ بِحُبِّ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مُغْرَمُوْنَ

عَلَيْهِ رَسُوْلُهُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ نَزَحُوْا

اَنْ كُلُّ مَحَلَّةٍ بِحُبِّ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ قَدْ

حضرت ابن عباسؓ کی شہادت

حضرت نبیب کا سوال پر

حضرت نبیب بن عدی مدینہ منورہ کے رہنے والے

یعنی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے سوا دنیا میں کوئی ہمارا نہیں ہے کہ ہم آپ سے محبت کرتے ہوں۔ ان ہر دو محبت میں آج میں قتل کیا جاؤں گا۔ مجھے موت کا غم نہیں ہے۔ میں اپنی تمنا پوری کرتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ میرے سامنے اس وقت تشریف فرما ہوتے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے کہ آپ کی محبت کا یہ دیوانہ کس طرح آپ کے نام پر اپنی جان قربان کر رہا ہے۔ کفار نے یہ دیکھ کر کہ آخری وقت میں بھی یہ شخص اپنے محبوب ہی کے عشق و محبت کا گیت گا رہا ہے۔ ان کو غصہ تھا کہ سولی سے یک طرف کر دیا۔ حبیب نے ہنستے ہنستے گردن کٹا دی اور زبان سے یہ شعر پڑھتے رہے۔

لَقَدْ جَمَعَ الْاَحْزَابُ حَوْلِیْ کَثِیْرَھُمْ

وَقَدْ بَضَّعُوْا لَحْمِیْ وَقَدْ یَئِسُوْا دَمِیْ۔

وَلَمْ تَرْبُ بَنَاتِیْ وَنِسَاءَھُمْ

وَذُوْدِیْتُ مِنْ بَعْدِ ھُمُوْنٍ مُھَنَّدٍ

وَکُلُّھُمْ مُبْدِیْ الْعَدَاوَۃَ جَاھِدٌ

عَلَیَّ لِاَنِّیْ فِیْ وَثَاقٍ بِمَکَّۃَ

یہ اس بیوی کے شوہر تھے جس نے ہمیشہ قریب رہنے والی ورقہ کو چھوڑ کر دور مدینہ اختیار کر لیا تھا۔

ان سب کے سب تیر اور دشمن ہونے کے باوجود ان کا دشمن یہ کہتا ہے کہ اے قتل کیے جانے والے! تو ہم سب یہ ہے کہ تو بہت بڑا بہادر اور شریف تھا۔ کہ

اِنَّ امْرَءًا سَمَّیْ اِکْرَامًا بِاِسْمِہٖ

وَمَا جَبَرَ الْاَحْزَابُ فِیْ عِقْدِ مَقْرَعٍ

یہ ہیبت غریب ان دو ان جانوں کے ظلم و ستم کی شکایت میں اپنے دیوانہ

المجاہدین نے پکارا کہ کون مجھ پر جان دیتا ہے تو حضرت زبیر ابن سکن پندرہ انصاریوں کے ہمراہ خدمت ادا کرنے کے لیے بڑھے ہر کسی نے جاں بازی سے لڑتے ہوئے اپنی جان فدا کر دی مگر ایک زخم بھی رحمت عالم کو لگنے نہیں دیا اور زیاد ابن سکن کو تو یہ شرف حاصل ہوا کہ زخموں سے چور چور ہو کر دم توڑ رہے تھے رحمت عالم نے حکم دیا کہ ان کا سر میرے قریب لاؤ۔ لوگ اٹھا کر لائے ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی سر نے زمین پر گست کر پنڈلی مبارک قدموں پر رکھ دیا اور اسی حالت میں آپ کی روح پرنور پرواز کر گئی (مسلم غزوہ احد صحیحین ص)۔ اس وقت پر ہزاروں زندگیاں قربان ہے

تیرے قدموں پہ سر ہو اور تیرا زندگی ڈھلے
یہی انجام الفت ہے یہی مرنے کا حاصل ہے

ص۔ اللہ اللہ! ان صحابہ کرام کو اللہ و رسول کی محبت کا کیا پتہ ہم تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ

بچہ ناز رفتہ باشد زجہاں نیاز مندے
کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

جی وہ نیاز مند کتنے ناز کے ساتھ دنیا سے گیا ہوگا کہ بوقت وفات جس کے سرہانے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تشریف فرما ہو گئے ہوں گے۔

برادران اسلام! بہر کیف ہم نے سورۂ توبہ کی آیت کریمہ کا ترجمہ پڑھا آپ کو معلوم ہو چکا کہ آٹھ چیزوں کی محبت کو جو شخص اللہ و رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کی محبت پر ترجیح دے گا وہ فی الحقیقت بے عمل ہے اور ان آٹھ چیزوں کی محبت اللہ و رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کی محبت پر غالب ہو گئی تو پھر سمجھ لیجئے کہ ان کے دل ایمان کی روشنی سے محروم ہے ورنہ ہرگز ہرگز یہ ممکن نہیں ہو سکتا۔

بردران اسلام! یہ آٹھ چیزیں ہیں سب سے پہلی چیز ماں باپ کی محبت ہے جس کا ارشاد فرمایا کہ قل ان کان آباؤکم ۔ یعنی اگر ایسا ہو کہ ماں باپ کی محبت اللہ و رسول اور جہاد کی محبت پر غالب ہو جائے۔

بیٹے کا "داماد" باپ کا سسر!

اس کا منہ نہ دیکھنا ہو تو سورۂ منافقین پڑھیے۔

عبداللہ بن ابی بن سلول تمام منافقوں کا سردار

باپ کا بوسہ پاؤں کا

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد

حضور رحمت عالم شہید ہو گئے تو مدینہ کی ایک ضعیفہ عورت دریافت حال کے لیے میدان جنگ کی طرف دوڑ پڑی۔ یہ بڑھیا دور سے کہہ رہی تھی

گئے تھے جنگ میں اس کے برادر شوہر بیٹے
بچا کر دے گئے تھے کیا تو فرزند اپنے گھر آتے

راستہ میں جب مجاہدوں نے فتح مبین کی خوشخبری سنائی تو بڑھیا نے کہا بتاؤ کیا کہا۔ تو سنا

خدا کا شکر شوہر کا نہ بیٹے کا خیال آیا
رسول اللہ کیسے ہیں یہی بس پہلا سوال آیا

یہ ضعیفہ بیٹے بھائی کی شہادت کی خبر سن کر تڑپ اٹھی اور جب اس نے حضور کا دیدار کر لیا تو جوش مسرت میں کہہ اٹھی

نظر آیا کہ بس اب جیسے فتح خود تخت ہے
پکار اٹھی کہ بس میری تو ہر شے تو ہے

نہیں ہے پروا کہ بیٹا ہے شہید
کوئی پروا نہیں سر بھائی کا ہے تن سے جدا

اللہ اکبر! ایمان شوہر بیٹے کی۔ شہادت پر نہیں ہوئی تھی بلکہ سامنے پر نور چہرہ دیکھ کر ایمان تازہ ہو گیا تھا آنکھوں سے جب ایمان کا نور ظاہر ہوتا ہے تو پھر ایسا ہی ہوتا ہے کہ

ماں باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں تیرے غلاموں کا یہی ہے جذبہ

شہنشہ کربلا کا لشکر

جب یہ ہوا جنگ کے لیے میدان میں کفر و ظلم نے بھی اپنا لشکر جمع کیا۔ ہر جانب سے مامون کے سرپرستی تلوار لے کر دوڑ پڑے۔ ادھر سے فوج حق نے قیامت تک کے لیے یہ نمونہ پیش کر دیا کہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

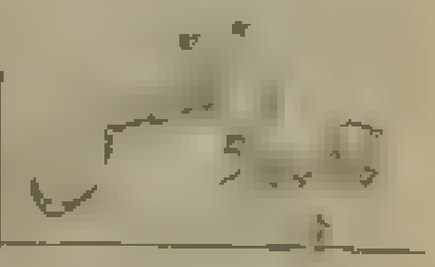

پانچوں شعلے
از
حضرت
محبوب الہی

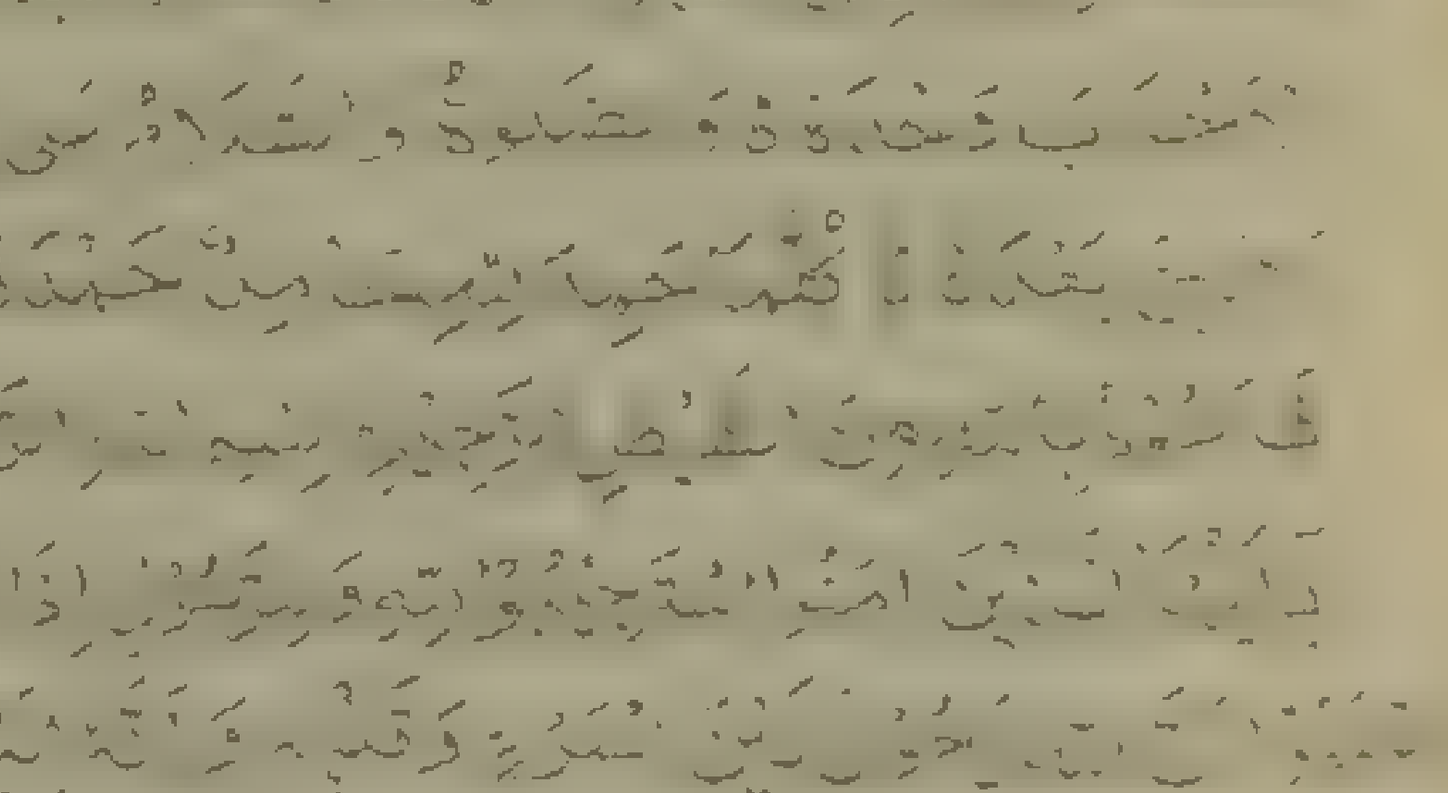

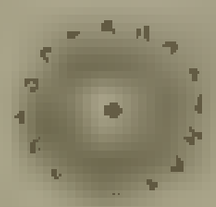

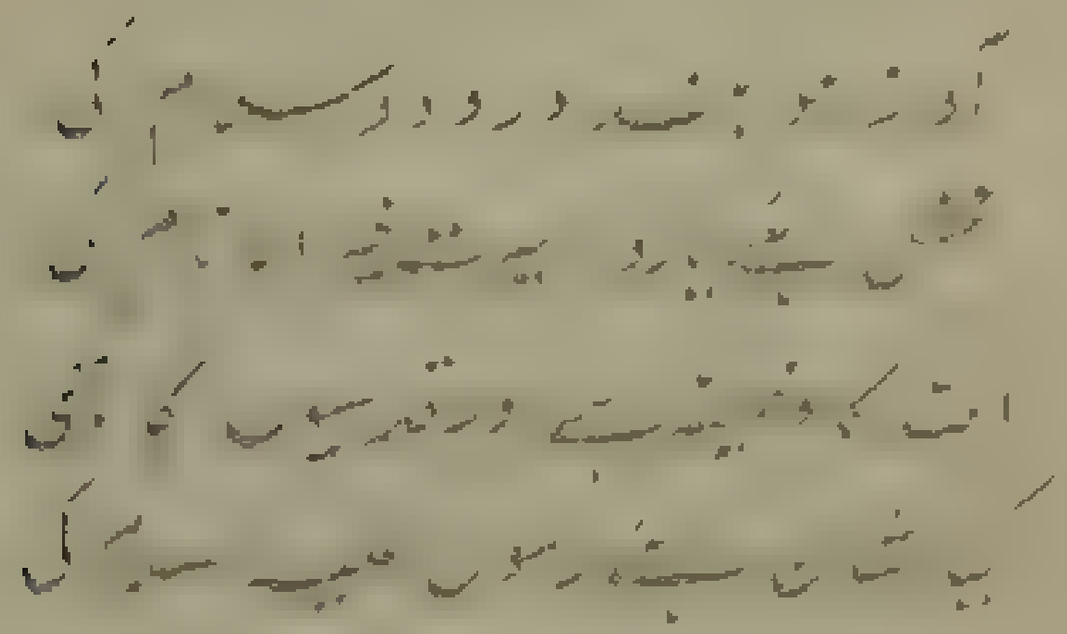

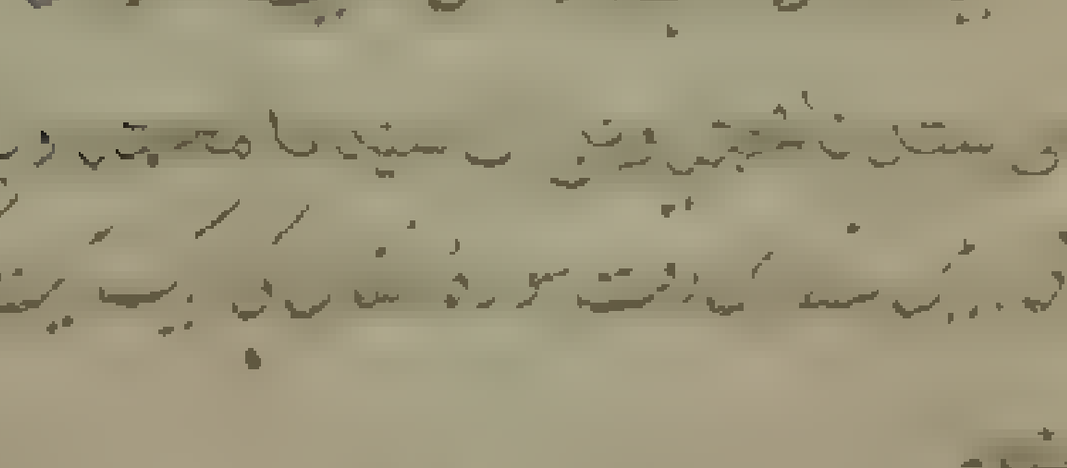

ہے تو کیا؟ اگر اشارہ سے بھی کوئی سلام کرے تو اس شخص کی نماز ٹوٹ جاتی ہے، مگر رحمتِ عالم خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شانِ بے مثال ہے کہ آپ کی پکار پر نمازی نماز چھوڑ کر دوڑ پڑے اور خدمت میں حاضر ہو جائے تب بھی ... کو ... کرے وہ جہاں بھیجیں چلا جائے ان کی خدمت بجا لائے سب کچھ کرے مگر اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ کہاں ہیں وہ لوگ؟ جو موجودہ ... دعوی کی کتب ... پر ایمان لائے ہوئے ہیں کہ نماز میں جناب رسالتمآب کا تصور ... خیال ... بدتر ہے ... یہ لوگ اس ... کو ایمانی نگاہ سے دیکھیں کہ ان کی ... ہے اور نہایت حضرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوتا ہے ... فرماتے ہیں حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے ہے

بازِ محمد ہے یار خدا ہے
کس کو خبر ہے کیا ہے یہ

ایک عجیب نکتہ میرے بزرگو! ... ایک عجیب ... ہے کہ ... حبیب کو خدا نے ... پکار ... تھا کہ ان ... کو محبوب خدا نے پکارا تھا، مگر محبوب خدا کی پکار کو ... کی ... فرما دیا ہے کیوں؟ یہ اس لیے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی پکار خدا کی پکار ہے۔ قرآن مجید کی آیات دیکھو کہ رب العزت نے اپنے حبیب پاک پر کرم فرمایا ہے کہ وہ اپنے حبیب کے قول کو اپنا قول فرماتا ہے اور اپنے حبیب کے حکم کو اپنا حکم اور اپنے حبیب کے فرمان کو اپنا فرمان بتاتا ہے۔

برادرانِ ملت! روایت ہے کہ گذشتہ ... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کر کے کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا، تو جبریل امین نے ... ارشاد ... رحمت عالم اٹھے اور ... کو ... عنہ کو ... خود باہر تشریف لے ... مٹھی ... خاک ... کی طرف پھینکی ...

عبدالرحیم بیزار کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[

عزیزانِ گرامی! آپ نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کام کے لیے بھیجا تھا مگر فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کام اللہ کے رسول کے کام میں لگے ہوئے ہیں یہ صاف ہے اس بات کا کہ اللہ کے رسول کا کام اللہ ہی کا کام ہے اور رسول کی بیعت خدا ہی کی بیعت ہے اور یہ وجہ ہے کہ آیت کریمہ میں حبیب خدا کی بیعت کو خدا کی بیعت فرمایا گیا ہے کیونکہ حبیب خدا کے ہاتھ پر دینے والے کا ہاتھ خدا کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔

رسول کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے

برادرانِ ملت! یہ ہے اس آیت کریمہ کی بیعت رسول کے ہاتھ پر ہونے کی اور یہ ہے کہ ہاتھوں پر رسول کا ہاتھ ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ حبیب خدا کی بیعت کرنے والے حبیب خدا کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہیں تو حبیب خدا کا ہاتھ کیوں کر خدا کا ہاتھ ہوگیا؟ اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا اور فرمایا کہ جو رسول کے ہاتھ پر بیعت کرے گا وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔

برادرانِ ملت! جب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ حبیب پروردگار عالم اپنے محبوب کی بیعت کو اپنی بیعت اور اپنے محبوب کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیتے ہیں تو پھر محبوب کی پکار کیوں کر خدا کی پکار ہوگی؟ اس سلسلے میں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کی پکار پر دوڑنے والوں کی مغفرت کا اعلان فرمایا ہے تو پھر رسول کی پکار پر دوڑنے والوں کی مغفرت کا اعلان کیوں نہ ہوا؟

زینب بنت جحش کا نکاح

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ حضور نے نہ صرف یہ کہ زید کو اپنا متبنیٰ

[illegible] نے اتر کر رحمۃ للعالمین کے قدموں کا بوسہ لیا اور [illegible] ہو گئے ۔

[illegible] نے فرمایا کہ [illegible] شہید [illegible] ہاتھوں کو [illegible] سامنے جمع [illegible] کی شفاعت کروں گا [illegible] ہی [illegible] جنہوں نے میری [illegible] پیاکر [illegible] جام شہادت نوش کیا ۔ صحابہ نے مقدس [illegible] کو [illegible] جنگ سے [illegible] رحمت عالم کے ساتھ [illegible] جنگ میں [illegible] شہادت سے سرفراز ہوئے تھے ۔ [illegible] کی لاش نہیں ملی ۔ ایک صحابی نے کہا کہ [illegible] بعد [illegible] دیکھا کسی نے [illegible] تب [illegible] شہید ہوئے [illegible] ایک لاش نظر آئی ۔ تب صحابہ نے [illegible] حضرت حنظلہ [illegible] پانی ٹپک رہا تھا ۔

[illegible] کہ حضور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنظلہ کی [illegible] سے پوچھا کہ [illegible] جنگ کے [illegible] وقت حنظلہ کو کیا حال تھا ۔

[illegible] فَغَسَّلَتْهُ الْمَلٰئِكَةُ [illegible]	[illegible] شہید [illegible] اور ان [illegible] شہید ہو گئے
[illegible]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہوئے سر خم اٹھا کر دیکھتے ہیں اور منتظر ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ جب کہ ان کو تو کچھ نہیں
کہہ سکتے ہیں، ہر کہ ہر دو عالم سے حضرت حمزہ، حضرت علی، حضرت عبیدہ بن حارث
کو پکارتے ہیں۔ یہ تینوں رسول کی پکار پر دوڑ پڑتے ہیں۔ چونکہ ان لوگوں کے پاؤں پر تیغ
تھی اس لیے لنگڑاتے ہوئے چلتے تھے، بیٹھ جاتے جب اپنے نام و نسب
بتاتے۔ تو عتبہ بولا کہ ہاں! اب فخر کرنے کے قابل حضرت حمزہ سے ہوا۔ اور حمزہ
کی طرف بڑھے۔ حضرت حمزہ کی تلوار عتبہ کے فرق پر پڑی اور عتبہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ ولید حضرت علی سے مقابل ہوا۔ شیبہ کے دو دو ہاتھ
ہوئے تھے کہ چابک فاتح خیبر نے ولید پر ذوالفقار کا ایسا وار کیا کہ وہ بس ہو کر
خاک پر تڑپنے لگا۔ اور قدرت پکار اٹھی اکر صہ

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

مگر شیبہ نے حضرت عبیدہ کو زخمی کر دیا اور دونوں ہی گر پڑے۔ فوراً علی حیدر نے جھپٹ کر شیبہ کی گردن اڑا دی اور حضرت عبیدہ
کو اپنی پشت پر سوار کر کے خدمتِ رحمتِ عالم میں لے آئے۔ حضرت عبیدہ نے
سر کار کے قدموں کے پاس لیٹے ہوئے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا مجھے شہادت نصیب ہو گئی؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں بے شک
تم شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ حضرت عبیدہ نے جب یہ سنا کہ آخری وقت رہا ہے
کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آج اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو اپنی آنکھ
سے دیکھ لیتے کہ ان کے اس شعر کا مستحق میں ہوں ؎

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ
وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

یعنی ہم ہرگز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کے حوالے نہیں کریں گے

[illegible] کے ہوش میں ہم اپنے بچوں اور بچیوں کو کبھی فراموش نہ کریں گے!

حضرت عبیدہ نے یہ شعر پڑھا اور روح پرور نہ کر گئے!

حضرت بلال رضی اللہ عنہ یہ شعر سنتے ہی جھوم اٹھے اور کہا کہ اب مرتبہ بلال سے یہ نہ کہا جائے کہ اب ہمارے لئے تو لے لیں۔ ورنہ ہم آپ کا دامن ہرگز ہاتھ سے نہ چھوڑیں گے اس وقت بلال نے یہ شعر کہا تھا!

برادرانِ ملت! یہ ہیں اللہ اور رسول کی راہ پر دوڑنے والوں کے نشان دنیا کی محبت عبیدہ کے پیش نظر نہ تھی، مگر جب رسول نہ رہے تو حضرت عبیدہ بھی پیش و پیش دوڑتے اور آخری دم تک لڑتے رہے اور حضرت بلال کے وقت نہ بیوی بچوں کو یاد کیا، نہ عزیز و اقارب کو، نہ کوئی تمنا نہ کوئی خواہش کا اظہار کیا۔ اگر ہے تو یہ اور تمنا ہے تو یہ کہ مجھے شہادت نصیب ہو۔ اللہ اللہ! اللہ اکبر! ان اصحاب کے پیکر میں ایسی طبیعت کے بچے کیا کوئی دور میں دیکھے جا سکتے ہیں؟ آج ہے ؎

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی

برادرانِ ملت! شہادت کا یہ کہنا! شہادت کی موت دیکھنے میں تو موت ہے مگر اسی موت سے کہ اس موت میں مرنے والے کی موت و ممات حیات ہے

[illegible] حیات جاودانی نصیب ہو جاتی ہے! ؎

[illegible] تجھ کو نہیں معلوم مگر کہتا ہوں کہ تو
[illegible] سے کہ آتی ہے بادِ بہاری کا پیام

اس کی شوخی پہ فرشتوں کی ہنسی ہوتی ہے
ہے کراماً کی یہ جو شوخی رقم کو پیغام

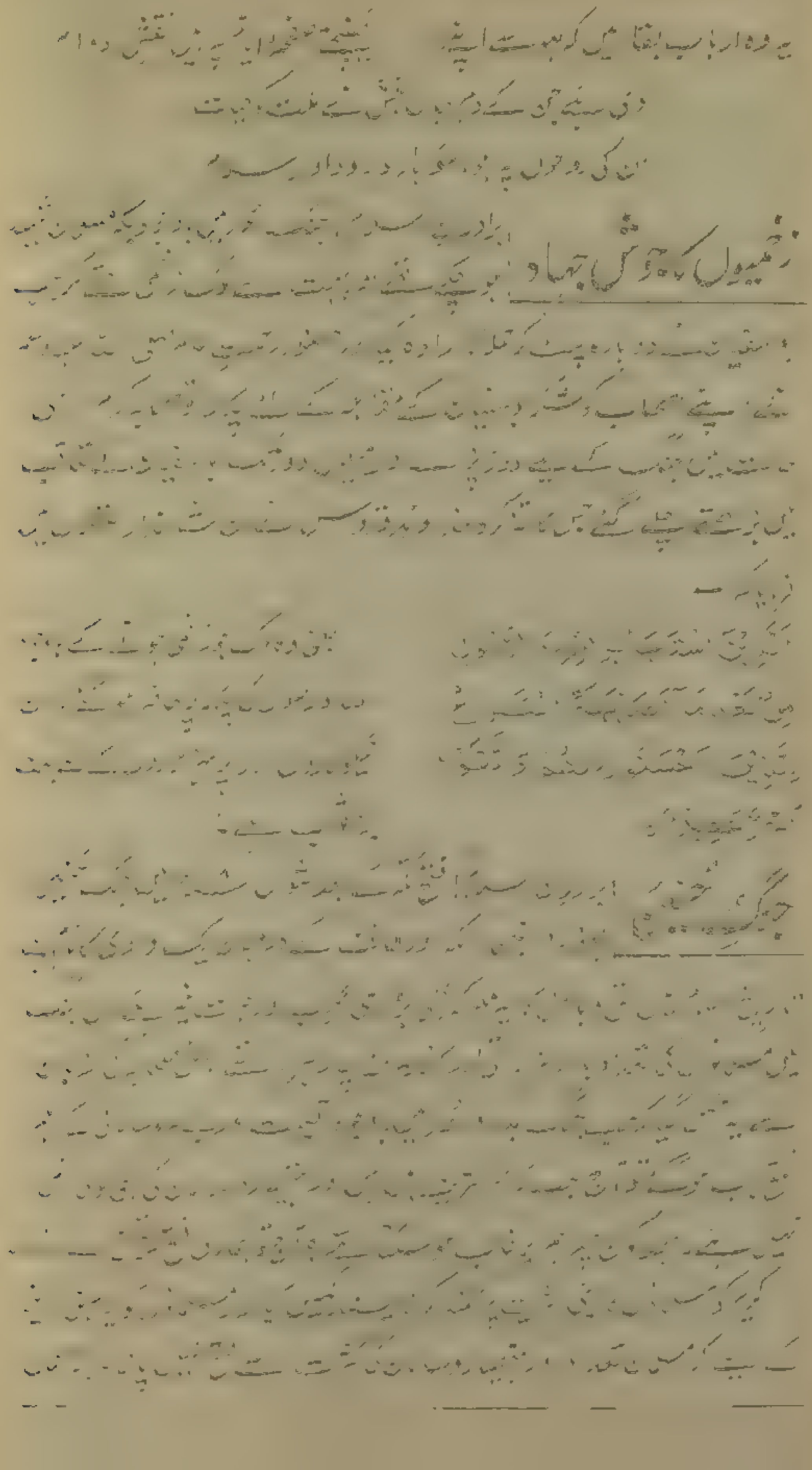

نے اللہ و رسول کی پکار پر لبیک نہیں کہا وہ ذلت و خواری اور تباہی و بربادی کے ایسے غار میں گر پڑے کہ اسفل السافلین بھی ان کی گمراہی پر لعنت بھیجتا ہے۔

ثعلبہ بن حاطب کا انجام

روایت ہے کہ ایک نہایت ہی غریب بہت نمازی جن کا نام ثعلبہ بن حاطب ہے بہت ہی مفلس مسلمان تھے یہ نماز پڑھ کر سب سے پہلے مسجد نبوی سے نکل کر اپنے مکان پر چلے جاتے تھے ایک دن رحمت عالم نے دریافت فرمایا کہ اے ثعلبہ تم مسجد سے نکلنے میں اس قدر جلدی کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے گھر میں بس یہی ایک لباس ہے جس کو پہن کر میں مسجد میں آتا ہوں۔ جب میں گھر جا کر یہی لباس بیوی کو دیتا ہوں تو وہ غریب نماز پڑھ سکتی ہے۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے مالداری کی دعا فرمائیے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اے ثعلبہ! تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کرو اس بہت سے مال سے بہتر ہے [illegible] مگر ثعلبہ نے بار بار [illegible] کیا تو حضور نے فرمایا کہ اچھا [illegible] ثعلبہ نے [illegible] بکریاں خریدیں [illegible] اتنی برکت ہوئی کہ [illegible] مدینہ [illegible] بکریوں کا [illegible] گھر چھوڑ کر [illegible] مسجد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم روٹھ گئے۔ غدار روٹھ گیا۔ ساری خدائی روٹھ گئی۔ بدر کی دولت ایمان لٹ گئی اور یہ تباہ و برباد ہو گیا۔ اسی رنج والم میں یہ شیبہ کا انتقال ہو گیا۔ آج ہے جس سے مصطفیٰ کی مصطفیٰ روٹھ گئی ہے خدائی ساری خدائی روٹھ گئی۔ آج ہے یا رسول اللہ۔ ؎

جس سے تم روٹھ جاؤ وہ مر کر بھی دنیا میں روتا ہے
جس کو تم پیار سے دیکھ لو وہ قسمت پر اپنی ہنستا ہے

برادران اسلام! آپ نے دیکھا! شیبہ نے اللہ و رسول کی پیاری پیاری صورت کو دیکھنا نہیں چاہا تو کیا ہوا؟ تو اس سے عزیز نگرانی! اللہ و رسول کے پیارے کے فراق و جدائی سے ڈرو! اور اللہ و رسول کی ہر پکار پر لبیک کہہ کر دوڑو اور اللہ و رسول کی یہ پکار کہ نماز میں ہو تو شیبہ کا بہت نہ بنو قبر کی خدائی سے ڈرو۔ آج ہے!

میٹھے! آج کل نماز، روزہ، قرآن کا تو ماشاء اللہ! بہت شوق دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ زکوٰۃ و صدقات کے مہینوں میں تو مسلمان لوگ بہت سے بچے بچیاں پیدا ہو گئے ہیں کہ کرسمس کے ان کے گھر سے ایک دانہ شکر کے نہ نکلنے لگے تو یہ چیونٹی کی طرح پھر اکٹھا کرنے میں لگ جاتے ہیں اور کرسمس کے کرانے میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ کیا ہے۔

اور اب تو یہ آم لیچی کے دنوں سے بھی کوئی چیز ہے کہ سب گھروں سے بچے بچیاں [illegible] بچہ بہت بڑے مزے کے دن ہیں کہ [illegible] خوب مسوں وغیرہ کرکے [illegible]

قریب تین بجے۔

حضرت شیخ سعدی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں کہ

پنجہ با پنجہ ہر کہ زد
بہتری یابد شکستہ تر بود

یعنی پنجہ گرچہ درین ۔۔۔ کا خاوند ہر بنہ ہستہ گردد بہتر شیئ ۔۔۔

یہ سبق کرنا بھی نہیں بھولا۔

اب تک ایک گھنٹہ ۔۔۔ کہ آپ نے سورۃ ۔۔۔ کی تفسیر ۔۔۔

کی اشرفیہ وسلم کی ۔۔۔ کی فضیلت ۔۔۔ کی ۔۔۔

کی فضیلت کا ایسا اثر ہے کہ ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

۔۔۔ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔

یہ حال اب آیت کا اگلا ٹکڑا حل فرمائیے۔ ارشاد ہوتا ہے۔
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ۔ یعنی تم لوگ یقین رکھو کہ اللہ کا
ارادہ آدمی اور اس کے دلی ارادوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ
ہے کہ آدمی بڑے دل ارادے کرتا ہے۔ مگر اللہ کا ارادہ غالب ہے بغیر اس کے
ارادہ کے آدمی کا کوئی ارادہ پورا نہیں ہوتا۔ حضرت عمر کا کلمہ عین مرضی
اللہ تعالیٰ ہونے کا ارشاد ہے کہ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ :
یعنی میں نے اپنے رب کی اس شان کی معرفت حاصل کی کہ میرے ارادے فسخ
ہو جاتے ہیں۔ یعنی انسان بڑے بڑے عزم کے ساتھ کسی بات کا ارادہ کرتا ہے
مگر اپنی تمام کوششوں کے باوجود انسان کا ارادہ پورا نہیں ہوتا۔ یہ دیکھ کر
کہ کوئی ایسا زبردست طاقت ور ہے جو ہمارے ارادوں کی دھجیاں بکھیر
کر دیتی ہے اور یقیناً یہ طاقت وہی ہے جس کا نام اللہ ہے۔ آیت کا آخری ٹکڑا
یہ ہے کہ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ یعنی تم یہ بھی یقین رکھو کہ تم
اپنا ارادہ کرو یا برا نیک عمل کرو یا بد۔ بہرحال تم کو ایک دن خدا کے دربار
میں حاضر ہو کر اپنے تمام اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔ غضب یہ سچائی
پر یقین رکھو اور دربار خداوندی میں حاضر ہو کر حساب و کتاب کے ہر وقت
تیار رہو!

میرے بزرگو اور بھائیو! یاد رکھو! کہ آخرت سے بے خوفی اور غفلت
سرکشی یا اہل جہنم کی علامت ہے۔ اور دربار خداوندی کی حاضری کا خوف
جنت کی نشانی ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جو شخص غفلت سرکشی
کرے گا اور دنیا کی زندگی کو آخرت سے بڑھ کر سمجھے گا۔ یقیناً اس کا ٹھکانہ جہنم
ہے۔
وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ ۝ یعنی جو شخص اپنے رب کے سامنے

فَإِنَّ النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ میں کڑ ہونے سے ڈر گیا اور اپنے
فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى ۝ نفس کو نفسانی خواہش سے روک
لیا تو یقین کر لو کہ اس کا ٹھکانا جنت ہے

یہ دو آیتیں ہیں جن میں آپ سے نصیحت کرتا ہوں۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ عَنْ شَرِّ خَلْقِهِ وَمَنْ
اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝

کہ عموماً جس دور میں جو چیز انتہائی عروج و کمال کی بلندی پر پہنچی ہوئی ہوتی ہے اس زمانے کے نبی کا معجزہ بھی اسی قسم کا ہوتا ہے، جو تمام کمالوں کے ساتھ پر غالب ہو کر اور خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز ہو کر نبی کا اعجاز بن جاتا ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی

دیکھئے، قوم ثمود کے زمانے میں پتھروں کی صنعت انتہائی عروج پر تھی۔ یہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر بہترین محلات، حسین مورتیاں خوبصورت مجسمے بنایا کرتے تھے اور اپنے اس فن کے کمال پر بہت بڑا گھمنڈ تھا۔ اس لیے اس قوم کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کو خداوند عالم نے یہ معجزہ عطا فرمایا کہ ایک پتھر کی چٹان آپ کے حکم سے پھٹ گئی اور آپ نے اس میں سے ایک زندہ اونٹنی نکال لی۔ آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر قوم ثمود آپ پر ایمان لائی۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام جس دور میں منصب رسالت پر سرفراز کئے گئے یہ وہ زمانہ تھا کہ سحر و جادوگری کا فن اپنے عروج و کمال کی انتہائی منزل پر پہنچا ہوا تھا۔ اور ہر چہار طرف نظر بندیوں اور شعبدہ بازیوں کا دور دورہ تھا۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضا کا معجزہ عطا کیا گیا جو تمام سحر و جادوگری کے تصورات پر غالب ہو کر معجزہ نبوت کا اعلیٰ نمونہ بن گیا۔ تمام جادوگر اس کی شان اعجاز کے آگے سربسجود ہو کر خداوند قدوس کی خدائی پر ایمان لائے اور فرعون کی باطل خدائی کا جنازہ نکل گیا۔

عصا اور ید بیضا کے معجزات

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کے دربار میں پہنچ کر اس کی باطل خدائی کو چیلنج کیا تو اس نے عصا اور ید بیضا کا معجزہ دیکھا کہ اس کو معبود حقیقی کی عبادت کے لئے دعوت دی تو اس متمرد و سرکش نے اپنا جادوگر کیا اور اپنی پوری سلطنت کے جادوگروں کو اس کے مقابلے کے لیے جمع کیا۔ اور ان کو بڑے بڑے انعام و اکرام کا لالچ دیا۔ تمام جادوگر اپنی اپنی لاٹھی، کمنڈل، جنتر منتر، رسی لاٹھی وغیرہ پر سے جادو

کو سانپ سے کرتا پہنچے۔ ادھر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس حق و باطل کے معرکہ میں اپنا عصا لے کر تشریف لے آئے۔ جادوگروں نے اپنی اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو پھینکا، تو ان کے جادو کے زور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا محسوس ہوا کہ دوستیاں کروڑوں بن گئی ہیں۔ تھوڑی دیر میں سارا میدان سانپوں سے بھر گیا اور تمام دیکھنے والے کافر ان کی سنسناہٹ سے مسحور ہو کر حیران رہ گئے اس وقت

سب سے پہلے ارشاد ہوا کہ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝

یعنی اے موسیٰ علیہ السلام تم بالکل مت ڈرو! اور یقین رکھو کہ تمہیں غالب رہو گے،

وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝

اے موسیٰ علیہ السلام تمہارے دہنے ہاتھ میں جو عصا ہے اس کو زمین پر ڈال دو وہ ان کی ساری بناوٹوں کو نگل جائے گا۔

ان کی ساری بناوٹیں جادو کا فریب ہیں۔ اور جادوگر کہیں بھی آئے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا! چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ ایک خطرناک اژدھا بن کر منہ پھاڑتا ہوا آگے بڑھا اور تمام جادوگروں کے سانپوں کو آناً فاناً نگل گیا۔ جادوگروں نے جب اس منظر کو دیکھا تو ان کی ہمت پست ہو گئی اور نہیں یقین کامل ہو گیا کہ جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہے وہ ہرگز ہرگز جادو نہیں ہو سکتا۔ یہ تو پیغمبر صادق کا معجزہ ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ۝

(طٰہٰ، پ ۱۶، رکوع ۷)

یعنی تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور بولے کہ ہم ہارون و موسیٰ علیہما السلام کے رب پر ایمان لائے۔

نرس جی نے موسیٰ کے سامنے سحر و جادوگروں کے سحر و جادو کی دھجیاں بکھیر دیں اور زمانے کی ہر خرافی کا بت پاش پاش ہو گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس زمانے میں مبعوث

مَا تَفُوْهُ النَّارُ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝

ہم فرما دیتے ہیں کہ ہرگز ہرگز تم ایسی نہ
سکو گے تو تم اس آگ سے ڈرو جس کا
ایندھن آدمی اور پتھر ہیں کافروں کے لیے
تیار کی گئی ہے۔

مسئلہ: اے دلو! انکار چیلنج اور آتش وعید شدید کے باوجود تاریخ شاہد ہے کہ
چودہ سو برس کا طویل عرصہ گزر گیا، مگر قرآن نے جو بَلْ تَفْعَلُوْا کہہ کر غیب کی
خبر دی کہ قیامت تک کوئی قرآن کی ایک سورہ کا مثل نہیں لا سکتا۔ واقعی آج
تک بھی کوئی شخص اس چیلنج کو قبول نہیں کر سکا اور قرآن جیسی ایک سورۃ بنا کر نہ
لا سکا یہ آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ قرآن مجید کسی انسانی طاقت نہیں
ہے بلکہ یقیناً یہ کلام ربانی اور حضور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ابدی
معجزہ ہے۔

خدا اور انسان کی بنائی چیزوں کی پہچان

برادران ملت! یہ آیت
کن دعوے کے ثبوت میں

اس لئے کہ قرآن کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ یہ خدا کی کتاب ہے۔
آپ کے سامنے اس بات کی پہچان کے لیے کہ کون سی چیز خدا کی بنائی ہوئی
ہے اور کون سی چیز انسان کی بنائی ہوئی ہے ایک بہت آسان اور
دلچسپ کسوٹی پیش کرتا ہوں۔ اس کسوٹی پر آپ بہت آسانی سے جان سکتے ہیں
کہ کون سی چیز خدا کی بنائی ہوئی ہے اور کون سی چیز انسان کی بنائی ہوئی ہے۔

دیکھئے! خدا کی بنائی ہوئی اور انسان کی بنائی ہوئی چیزوں میں کیا فرق ہوتا
ہے۔ ہر چیز انسان کی بنائی ہوئی، اس کی نقل اور مثال بنائی جا سکتی ہے
مگر خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کی نقل اور مثال ہرگز ہرگز نہیں بنائی جا سکتی ہے
دیکھئے! آج دنیا میں ہزاروں لاکھوں کیمرے بنائے گئے ہیں اور بنائے جا رہے ہیں
مگر آج تک ایسا کیمرہ نہیں بنایا جا سکا جو آنکھ کی طرح ایک چیز کو

بنا تا ہے۔ تو کل روس ہی جیسا بم بنا لیتا ہے۔ آج امریکہ ایک بہترین ہوائی جہاز بنا لیتا ہے تو کل روس اس کی نقل و مثال پیش کر دیتا ہے لیکن اگر کسی مچھر کا ایک پر ٹوٹ جائے تو خدا کی قسم دنیا بھر کے سائنسدان بھی مچھر کا پر نہیں بنا سکتے۔ یہ ہوائی جہاز جو وقت میں اڑنے والے، مچھر کا ایک ٹوٹا ہوا پر بنا کر کیا نہیں اڑ سکتے۔ بتائیے کیوں؟ یہ اس لیے اور صرف اس لیے کہ مچھر کا پر خدا کا بنایا ہوا ہے اور یہ جہاز انسان کے بنائے ہوئے ہیں۔ اس لیے انسان کے بنائے ہوئے جہاز خدا کے بنائے ہوئے مچھر کے پر کی مثال نہیں بنا سکتے۔

بزرگانِ اسلام! اس مثال سے ثابت ہو گیا کہ انسان کی بنائی ہوئی چیزوں کا تو مثل ہو سکتا ہے۔ مگر خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کی مثال نہیں بنائی جا سکتی۔ اب آپ کے سامنے یہ سوال پیش ہے کہ دنیا کی ہر کتاب کی مثال تو بنائی جا سکتی ہے مگر آج تک قرآن کریم کی ایک سورۃ کی مثال نہیں بنائی جا سکی۔ بتائیے کہ دنیا کی تمام کتابیں تو انسان کی بنائی ہوئی ہیں مگر قرآن کریم خدا کی کتاب ہے۔ کیا ہوا اگر قرآن نے خود یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں خدا کی کتاب ہوں۔ اس کا ثبوت کیا ہے؟ ثبوت یہ ہے کہ قرآن کریم کی مثال نہیں بنائی جا سکی۔ اس لیے قرآن کریم خدا کی کتاب ہے۔

بزرگانِ اسلام! قرآن کریم خدا کی کتاب ہے اس کی مثال نہیں بنائی جا سکی۔ اس کی مثال نہ بنا سکنے کی وجہ سے قرآن کریم کا ہر لفظ، ہر جملہ، ہر آیت، ہر سورۃ، ہر رکوع، ہر پارہ، ہر منزل اور پورا قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔ اس کا ہر لفظ، ہر جملہ، ہر آیت، ہر سورۃ، ہر رکوع، ہر پارہ، ہر منزل اور پورا قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔ اس کا ہر لفظ، ہر جملہ، ہر آیت، ہر سورۃ، ہر رکوع، ہر پارہ، ہر منزل اور پورا قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔

مدرسۃ الرسول کا کورس

حضرات گرامی! آج کل کالجوں اور یونیورسٹیوں کی بڑی کثرت ہے اور طرح طرح کے علوم و فنون کے کورسز کی کتابوں کا انبار لگا ہوا ہے۔ مگر آپ کو خبر ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مدرسہ مدینہ منورہ میں اپنے غلاموں کی تعلیم کیلئے قائم فرمایا تھا! اس مدرسہ کی نہ کوئی عمارت تھی نہ کوئی فرنیچر، بس آسمان کی چھت تھی اور زمین کا فرش اور گھاس پر بیٹھنے والے طلبہ کے لئے بستر کی بجائے ٹاٹ بھی نہیں تھی۔ [illegible] نہ کوئی بچے اور نہ اتنی بڑی [illegible] اس اسکول کے مبلغ [illegible] کے [illegible] بات بھی۔ اس اسکول میں تعلیم [illegible] اس اسکول کے لئے ایک قرآن اور [illegible] کورس کی کتاب تھی اور خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اس اسکول کے [illegible] پڑھاتے تھے [illegible] اپنے طلبہ و طالبات کو صرف قرآن مجید کو پڑھایا اور دنیا کی امتحان گاہ میں [illegible] بہت [illegible] [illegible] کی تاریخ [illegible] [illegible] [illegible] جزائر [illegible] [illegible] ایک قرآن پڑھ کر اپنے اپنے [illegible] و فنون کے [illegible] ہو گئے۔

سامعین! [illegible] دنیا [illegible] ہر فن میں کمال رکھنے والے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] ہوگئے؟ [illegible]

برادرانِ ملت! وہ اسلامی یونیورسٹیاں جن میں مسلم نوجوانوں کو ان کی نسلی صورت کی جائے گی کیا ہیں؟ اور کہاں ہیں؟ تو میرے بزرگو اور نوجوانو! سچ کہتا ہوں کہ وہ اسلامی یونیورسٹی قرآن ہے۔ ہم قرآن کو سیکھنے سے لگاؤ اس کو پڑھو، پڑھاؤ اور اس کی مقدس تعلیمات پر عمل کرو۔ تو ہماری اور تمہاری دونوں جہان میں ترقی کی اعلیٰ منزل پر پہنچ جاؤ گے۔ اور اگر تم نے قرآنی تعلیمات سے منہ موڑ لیا اور صورت و سیرت میں اسی طرح انگریز بہادر بنے رہے تو پھر یاد رکھو کہ دنیا اور عقبیٰ کی بربادی کے غار میں گر پڑنے کے سوا تمہارا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ مسلمانو!

تم مانو یا نہ مانو! مگر یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ ہم مسلمانوں کا ہر بچہ قرآن کے ساتھ جس قدر بھی گہرا تعلق پیدا کرے گا اسی قدر وہ دنیا میں بھی سب سے بڑا مہذب، سب سے بڑا شریف اور سب سے بڑا معزز بن کر رہے گا۔ اور قرآن سے جس قدر بھی دور ہٹتا جائے گا اسی قدر وہ ذلیل و خوار ہوتا جائے گا۔

مسجد کا قرآن سے تعلق

برادرانِ گرامی! مسجد سے قرآن کا جو تعلق اور رشتہ ہے اس کی پہچان کیلئے یہ امر کافی ہے کہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی قرآن کی تعلیم و تدریس کا انتظام کیا جاتا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کی مسجد کے ساتھ ہی قرآن کی درسگاہ قائم کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ کی مسجد کے ساتھ ہی قرآن کی درسگاہ قائم کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کی مسجد کے ساتھ ہی قرآن کی درسگاہ قائم کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی مسجد کے ساتھ ہی قرآن کی درسگاہ قائم کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن کی مسجد کے ساتھ ہی قرآن کی درسگاہ قائم کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحرین کی مسجد کے ساتھ ہی قرآن کی درسگاہ قائم کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمان کی مسجد کے ساتھ ہی قرآن کی درسگاہ قائم کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ کی مسجد کے ساتھ ہی قرآن کی درسگاہ قائم کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ برس تک [illegible]

ہر رات دو رکعتوں میں پورا قرآن مجید پڑھ لیا کرتے تھے اور جبل فاتہ کی جس کوٹھری میں آپ کی وفات ہوئی اس میں آپ نے سات ہزار ختم قرآن مجید پڑھا تھا۔ بکر بن خارجہ کہتے ہیں کہ میں برس تک عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھتے رہے اور ساری رات نفلوں میں قرآن پڑھا کرتے تھے مشہور محدث ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ عاصم کے انتقال کے وقت ان کی صاحبزادی رونے لگیں تو ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی تم روتی کیوں ہو کیا نہ ڈرتی ہو کہ تمہارے باپ کو غضب دیا جائے گا۔ اے پدر! تمہیں کیا خبر کہ میں نے اپنے مکان کے صحن میں اکیس بار ختم قرآن مجید پڑھا ہے۔ حضرت ثوبت فرماتے ہیں کہ میں برس تک شاہ کے اخیر سے نماز فجر پڑھتا اور پھر برس تک مسلسل رات کو رکعتوں میں پورا قرآن مجید ختم فرماتے رہے۔ انتہیٰ کتبہ ابو الحدیث پڑھنوی۔

انتہی الثناء حضرت ابدالآباد والدین کی خدمت میں عرض ہے کہ میں نے اپنی تصنیف کی نذر کی ہیں جن کا قرآن مجید کے ساتھ شق ہے مثال سے بات کی شرف اس کو حاصل ہے جو مغل دربار سلطنت میں پیش کرنے کی خدمت پر تھیں۔ شاہی دربار میں ان کی قدر پڑھ کر ان کی بعد عید کے بعد شاہ کی ہوئی ہے کہ ان کی تاریخ ہمیشہ ان کی عزت افزائی کا باعث ہوتی رہے۔ اس غرض تحریر یہ کہ ہے

گفت پیک کہ شد شرف انشاء ست

تیغ ہا شکل یا نگہ ہنر ست!

ایک واقف نے یہ بتایا کہ یہ بی شرف انشاء کہ ستارہ ہے جس کے کنارے پر نذر کے آدمی اشعار کا نمونہ لایا کرتے تھے

سر پہ سنہرا دوپٹہ دونوں کنارے زرد

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

دوسرا پہلو سوز و ساز درد و داغ والی خاتون حکم بیگم کی پیشہ ورانہ زندگی کی زندگی کی شرح کرتی ہے۔

دو گھڑی وہ رو، تڑپ، سسکا پرست
تن بدن ہوش و حواس سے بے خبر مست

ہر وقت کہ میں دوسری طوائفوں کی طرح مست ہو کر ناچتی گاتی تھی اور اپنے گاہکوں کے ساتھ فحش حرکتیں کرتی تھی۔ اس وقت میں بالکل بے خبر مست ہوتی تھی۔

جب وہ دم آخر رسید
سے و درد پیوستہ تا نہ دید

جب بائی شرف النساء کے ہونٹوں پر آخری سانس کی دوڑ ختم قریب ہو گئی تو انہوں نے اپنی ماں کی طرف مشتاق نگاہوں سے دیکھا کہ شاید کی وہ پیاری ماں اسے آخری سلام کہنے کو نزدیک آئے گی مگر ایسا نہ ہوا تو انہوں نے اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہا۔

سنیے وصیت کی۔

اندریں عالم کہ بیدہ ہر کسے
وحشتے دارد ایں دو خرم و بس

اے ماں! اس دنیا میں سب کو نفسا نفسی کا عالم ہے اور ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہے قرآن و خوانی کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ

دانۂ حسنت باقی گریم ز بہر کفن
تیغ و قرآں و رقبہ از من کن

اے ماں! اس وقت ہمارے پاس تلوار اور قرآن کے سوا کچھ نہیں ہے تلوار کو بیچ کر کفن دفن کا انتظام کر لینا اور قرآن کو آنے والی نسلوں کے لیے تبرکاً چھوڑ جانا۔

مومنان ریخ با قرآں بس است تربت ما را ہمیں سامان بس است

یعنی مومنین کو ملو۔ اور قرآن کی قسم ہے۔ ہر فرقہ کے لیے یہی سامان کرنی ہے۔

برادران ملت! آپ نے سنا؟ بی بی شرف النساء کی کہانی۔ اللہ اکبر! قسم ان کے یہ ہمارا عشق! کیا کسی زمانے کی تاریخوں میں اس کی مثال مل سکتی ہے؟ خداوند تعالیٰ نے بی بی شرف النساء کی قبر کو اپنی رحمت کے پھولوں سے بھر دے اس کی خاتون ملت کی قبر ہمیں کتنا مقدس اور ہمیں از حد پیغام دے رہی ہے!

تفسیر آیت

حضرات! قرآن مجید کے ساتھ ملت مسلمین کے والہانہ عشق و عشق کا یہ کہنا! آج تک ہزاروں تفسیریں لکھی گئیں نہ سنا یہ تھی کسی کی اللہ اکبر! دو ہزار بیچ جلدوں والی تفسیریں تو آج بھی سیکڑوں ہیں ہوئی ملتی ہیں۔ ہیں بھی ضخیم تفسیریں علماء سلف نے تحریر فرمائی ہیں کہ آج کل کوئی ان کے مطالعہ کی ہمت نہیں رکھتا۔ ہم نے اسم تفسیر کی تفسیر پڑھی ہے قرطبی اور ابن ہیں جلدوں میں ہے۔ تفسیر ابن کثیر کی ایک سو بیس ہیں۔ تفسیر طبری کی تیس جلدیں ہیں۔ ابو بکر بن عبداللہ نے سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی ابتدائی بیس آیتوں کی تفسیر لکھی تو بیس سو چھبیس جلدیں تیار ہو گئیں اور ہم بھی شیعوں کی تفسیر آلاء الرحمٰن ہے یہ تفسیر امام سید علی کے زمانے تک تقریباً سو جلدوں میں تھی۔ (مقدمہ تفسیر البلاغۃ المبین ص۳۹)

حضرات! میں نے ابھی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھا ہے کہ اگر ہیں بھی ہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر اتنی ضخیم کتابوں کی بیس جلدیں تیار ہو جائے گی۔

سبحان اللہ! اس سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم قرآن کی وسعت کا اندازہ لگائیے اور یہ بھی غور کیجئے کہ قرآن کریم کتنے عمیق زندگی کے اسرار کا خزانہ ہے کہ ہر زمانے کا ہر بڑا سے بڑا عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن مجید کے بارے میں ارشاد فرما گیا ہے

(مقدمہ تفسیر البلاغۃ المبین ص۳۹)

لَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِي عَجَائِبُهُ ۔ (ترمذی)

یعنی علماء قرآن سے کبھی آسودہ نہیں ہوں گے اور کتنا زیادہ بھی بار بار قرأت کو دہرایا جائے مگر قرآن پرانا نہیں ہوگا اور اس کے عجائب کبھی ختم نہ ہوں گے۔

اشعۃ اللمعات میں ہے۔ یعنی قرآن کے دقائق و رموز کبھی ختم نہ ہوں گے اس لئے کہ قرآن مجید سے کبھی آسودہ نہ ہوں گے۔ منہ

پڑھنے کا درد نہ ہوگا۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے اور ان کے ارشادات کو سننے والے

۱۱ ماہنامہ قرآن کا ثواب

ہر دوست کو چاہئے کہ اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد دوسرے دوست کو دیدے تاکہ اس کو بھی ثواب ملے۔

فرماتے ہیں کہ

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الٓمٓ حَرْفٌ بَلْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ ۔

(مشکوٰۃ ص۱۸۶)

جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اس کو اس پر ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ہے میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے۔

نوٹ: یہ حدیث اندرونہ سکیہ ص۳۱ پر بھی ہے۔

مزید برکات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ ۔۔۔ یعنی جو قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے۔۔۔

اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ [illegible] فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا۔

(مشکوٰۃ، ص [illegible])

کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ اس کی روشنی سورج سے بڑھ کر ہوگی تو تمہارا کیا گمان ہے اس شخص کے بارے میں جو قرآن پر عمل کرے گا کہ اس کے درجات و مراتب کا کیا عالم ہوگا۔

برادران ملت! افسوس کہ آج مسلمانوں میں تعلیم قرآن کا ذوق بالکل ہی فنا ہو گیا۔ بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کے لیے [illegible] کریں گے تو حق یہ ہے [illegible] رہے گی [illegible]۔ [illegible] کہ قرآن شریف پڑھنے کے [illegible] نہیں [illegible] میں [illegible] ہو جائے [illegible] کی [illegible] کا وقت شروع ہوتا ہے [illegible] کی تلاوت کرتے ہیں [illegible] اگر کوئی [illegible] قرآن پڑھنے کی توفیق ہوئی [illegible] مسجدوں اور مدرسوں میں پڑھا [illegible] ہیں [illegible] قرآن مجید [illegible] حافظ رمضانی [illegible] ہوگا۔

حافظ رمضانی

اب ہوا ایک ستم یہ [illegible] حافظ رمضانی [illegible] قرآن شریف [illegible] پڑھتے [illegible] قرآن [illegible] اور قرآن [illegible] پڑھتے [illegible] اور [illegible] سو روپیہ اجرت ٹھہرا کر تراویح پڑھاتی [illegible]

نواب صاحب کی موت

کو دیکھ کر یہ انتباہ ہے کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۔
یعنی یہ وہ کتاب ہے کہ جس کے کلام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ
کہ قرآن کے معجزات غیب کی خبریں باوجود قلت علم کے ہر زمانہ کے مکذبین کو
بیان یہ وہ شاہد ہیں جو ہمیشہ ہر زمانہ کے ہر سلیم عقل انسان کو حقیقت کے
اعتراف پر مجبور کر دیتے ہیں کہ یقیناً قرآن کسی بشر کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ خدا وند قدوس
کا کلام ہے۔ قرآن کی صداقت و حقانیت کے ان آیات و شواہد سے کوئی
سلیم العقل انسان انکار نہیں کر سکتا۔ بایں ہمہ ہر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے
بھی رہے ہیں جو باوجود ان تمام دلائل و براہین کے قرآن کے کلام الٰہی
ہونے کی نسبت شک و شبہ میں مبتلا رہے ہیں۔

بہر حال ہمارے قرآن نبیک صحت بیان فرمانے کے بعد ہمارے
فرمایا کہ ان شکوک و شبہات کا ازالہ قرآن کریم کی ان آیات سے ہو جاتا ہے
کہ جن میں قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اور ان کے
ساتھ ہی ساتھ قرآن نے ان کے ازالہ کے دلائل بھی پیش کر دیئے ہیں۔
اس لئے ہم ان آیات کو پیش کرتے ہیں جن میں قرآن کے کلام الٰہی
ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

۲۰ نماز کی نیت

برادرانِ ملت! علم عقائد کا بنیادی مسئلہ ہے کہ ہر مرد و عورت پر بالغ ہونے کے بعد ہر ہر مومن پر فرض ہے اسی طرح توراۃ و انجیل و زبور و تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا فرض ہے۔ قرآن کریم گواہ ہے کہ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ۔ یعنی ہر مومن اللہ اور اس کے تمام فرشتوں اور اس کی تمام کتابوں اور ان کے تمام رسولوں پر ایمان لایا ہے۔

حضرات! ہم مسلمان خدا و فرشتوں کی تمام کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اللہ کا عقیدہ ہے کہ تمام آسمانی کتابیں، صحیفے سب ہی کی تعلیمات میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیوں نے دین اسلام ہی کی تبلیغ فرمائی۔

حضرت! مجھے اس وقت ایک واقعہ یاد آیا، ایک عیسائی پادری نے مجھ سے کہا کہ تمہارے قرآن میں یہ کہہ دیا کہ تمام آسمانی کتابوں کا خزانہ ہیں۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم توراۃ و انجیل پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ کے اسلام کی تعلیمات میں ان کتابوں پر عمل کرنے کی تعلیم نہیں ہے تو پھر آپ ان کتابوں پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ صرف قرآن ہی پر عمل کیوں کرتے ہیں؟

میں نے اس وقت بہت مختصر یہ جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی کو اللہ نے چالیس دن کے بچے سے لے کر ساٹھ برس کی عمر تک نبوت عطا فرمائی اور چوتھا پن بچپن کی عمر میں بھیجے تھے تو ہمارے نبی نے کہا کہ تم توراۃ و انجیل پر عمل کرتے رہو جب تک کہ ہمارے نبی کا زمانہ نہ آجائے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور یہ ہمارے نبی کی تعلیمات ہیں۔ اب آپ کی بات کا جواب دینا ہے کہ آپ کے نبی نے کہا کہ جب تک میں نہ آؤں تم توراۃ و انجیل پر عمل کرتے رہو۔ اب آپ ہی بتائیے کہ آپ توراۃ و انجیل پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ صرف قرآن ہی پر عمل کیوں کرتے ہیں؟

میں نے اس وقت یہ جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی کو اللہ نے چالیس دن کے بچے سے لے کر ساٹھ برس کی عمر تک نبوت عطا فرمائی اور چوتھا پن بچپن کی عمر میں بھیجے تھے تو ہمارے نبی نے کہا کہ تم توراۃ و انجیل پر عمل کرتے رہو جب تک کہ ہمارے نبی کا زمانہ نہ آجائے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور یہ ہمارے نبی کی تعلیمات ہیں۔ اب آپ کی بات کا جواب دینا ہے کہ آپ کے نبی نے کہا کہ جب تک میں نہ آؤں تم توراۃ و انجیل پر عمل کرتے رہو۔ اب آپ ہی بتائیے کہ آپ توراۃ و انجیل پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ صرف قرآن ہی پر عمل کیوں کرتے ہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْاَكْبَرِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْبَشَرِ وَشَفِيْعِ الْاُمَّةِ يَوْمَ الْمَحْشَرِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ الْغُرَرِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بزرگانِ محترم! میں نے آپ کے سامنے سورۂ توبہ کی یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی ہے جس کے بعد میں اس آیت کا ترجمہ اور مختصر تشریح عرض کروں گا۔

یہ آیت جماعتِ اسلامی کے دستور کی حیثیت رکھتی ہے اس آیت میں پروردگار نے اہلِ ایمان کے ان اوصاف کا ذکر فرمایا ہے جن کی وجہ سے وہ اللہ کے ساتھ موصوف ہیں اور ان کی جنت میں جگہ بنائی ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر ان اوصاف کو پیدا کرے اگر وہ ان اوصاف سے متصف ہے تو اللہ کی طرف سے خوشخبری کا پیغام آتا ہے۔ دنیا میں کوئی شخص اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں بن سکتا جب تک وہ ان اوصاف سے متصف نہ ہو۔ اس آیت میں بیان کی گئی خوبیاں جس شخص میں پائی جائیں وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہے۔ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ ۔ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے

نہیں ہوسکتے! یہ تو بتائیے کہ آپ کی جنگ کا طریقہ کیا ہے؟ کس طرح آپ
ان پر حملہ کریں گے؟ کیا آپ کے پاس ان کے برابر ہتھیار ہیں؟ کیا
دونوں فوج برابر ہیں؟

برادرانِ اسلام! یہ جنگ کی جگہ ہے شان و شوکت دکھانے کی جگہ نہیں
تیاری کیجئے اور شانِ ستاری و غفاری کا سامان کیجئے۔ اگر آپ کے دل
میں تو آپ اپنے کرم سے جو چاہیں کریں یہ شان نہیں ہے کہ تو بڑا ہو کر
فرمائے!

برادرانِ ملت! مومن کی تو یہ شان اور قدر ہے کہ وہ تین سو تیرہ ہو کر
بھی لاکھوں پر بھاری ہوتے ہیں کہ تو یہ کہے کہ ہم تو ہیں ہی نہیں، ہم
صرف آدمی ہیں کہ تو یہ کہے کہ ہم تو ہیں ہی نہیں ہم تو ہیں ہی نہیں
شانِ ستاری اور غفاری کہاں چلی گئی؟ وہ مومن کی شان ہے کہ
وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ۔ اگر آپ میں ایمان ہے تو آپ
ہی غالب رہیں گے تو اگر ایمان کی کمزوری ہے تو پھر کیا
کہ ہندے سے ایک ہزار گنا ایک ہزار گنا

ایک سوال کا جواب

ہے تو نہ دیکھئے ہاں اگر آپ کے پاس ہتھیار نہیں ہیں تو
اگلی آنکھوں میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ ہتھیار نہیں ہیں
تو ہمارے پاس تو ہیں ہتھیار ہیں تو ہمارے پاس
دے دیجئے اس کو دور کیجئے یہ تو ہمارے ہاتھ کی بات ہے
نہ ہونے اس کو دور کیجئے یہ تو ہمارے ہاتھ کی بات ہے
ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں
کہ ہمیں نہ ہونے دیجئے ہمیں نہ ہونے دیجئے

چنگی لی۔ اور قلب میں خوف الٰہی کا بیج بو دیا۔ پھر فتویٰ دریافت کرنے کے لیے بیٹا اور باپ ایک عالم کامل کی خدمت میں عاجزانہ حاضر ہوئے۔

اس سے ایک سوال تمام کیا جائے، کیا بیچارہ مجرم اور پاپی کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ عالم ربانی نے فتویٰ دیا اور چمکار کر فرمایا کہ اے شخص! اٹھ کھڑا ہو۔ خدا کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ اس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۔ یعنی خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۔ بیشک خدا سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

اے گناہگار انسان، جب تک تجھ میں یہ خواہش ہے کہ خدا کی رحمت روز نہ پھرے تو

باز آ باز آ آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

این درگہ ما درگہ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

یعنی اگر تو گناہ سے توبہ کرتے کرتے بھی توبہ توڑ چکا ہے تو پھر توبہ کر لے۔ اور باز آ۔ پھر توبہ کر لے۔ اور باز آ۔ یہ ہے خدا کی درگاہ جہاں سے کبھی کسی کو ناامید نہیں پھیرا جاتا۔ اگر سو مرتبہ توبہ توڑ چکا ہے تو سو مرتبہ پھر توبہ کر لے۔ اور سو مرتبہ پھر توبہ توڑ چکا ہے تو پھر توبہ کر لے۔ اور باز آ۔ باز آ۔ ناامید نہ ہو۔ ناامیدی شیطان کا کام ہے۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

یہ سنتے ہی اس شخص نے توبہ کی اور اپنے گناہوں سے باز آیا۔ اور اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر اس عالم ربانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں نے اس کو سکھایا کہ تو بہت بڑا گناہگار ہے۔ اگر تو مرتبہ توبہ کی ہے اور سو مرتبہ توبہ توڑ چکا ہے تو پھر توبہ کر لے۔ اور باز آ۔ باز آ۔ ناامید نہ ہو۔ ناامیدی شیطان کا کام ہے۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس نے اس کو سکھایا کہ تو بہت بڑا گناہگار ہے۔ اگر تو مرتبہ توبہ کی ہے اور سو مرتبہ توبہ توڑ چکا ہے تو پھر توبہ کر لے۔ اور باز آ۔ باز آ۔ ناامید نہ ہو۔ ناامیدی شیطان کا کام ہے۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس نے اس کو سکھایا کہ تو بہت بڑا گناہگار ہے۔ اگر تو مرتبہ توبہ کی ہے اور سو مرتبہ توبہ توڑ چکا ہے تو پھر توبہ کر لے۔ اور باز آ۔ باز آ۔ ناامید نہ ہو۔ ناامیدی شیطان کا کام ہے۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس نے اس کو سکھایا کہ تو بہت بڑا گناہگار ہے۔ اگر تو مرتبہ توبہ کی ہے اور سو مرتبہ توبہ توڑ چکا ہے تو پھر توبہ کر لے۔ اور باز آ۔ باز آ۔ ناامید نہ ہو۔ ناامیدی شیطان کا کام ہے۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

خواجہ کے دروازے پر آپ آکر بیٹھ گئے۔ اب جو نوجوان بھی خواجہ کی طرف آتا
اور دیکھتا کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی بیٹھے ہوئے ہیں تو ادب سے سر جھکا
اس طرح چلا گیا جیسے جامع مسجد ہی کو جا رہا ہے۔ جب رات ہو گئی تو حضرت نے
خواجہ سے فرمایا کہ میں اتنی دیر ہی قیام ہوتا ہے کہ میں اپنے گھر تک
پہنچتا ہوں۔ سارے قیام آپ نے ادا فرمایا۔ اور فرمایا کہ جب تک میں
کروں گا خواجہ کو دروازے پر بیٹھا ہوا پاؤں گا۔ آپ کے جانے کے بعد
خواجہ نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ میں تمہارے گھر تک پہنچتا ہوں
خواجہ بایزید بسطامی علیہ رحمۃ نے فرمایا

آنچہ کارِ ما بود آخر کردمش
گرنہ سوئے ما نیامد آوردمش

یا اللہ! یہ ہمارا کام تھا جو میں نے کر دیا کہ تیرے بندے کو تیری طرف لے
آیا کر نہ تیرے بندے کا کام ہے کہ تیری طرف آئے

درست کردن اور نشستن

قبلہ قائم کرنے میں

سے خدا آپ کے ذریعہ کرے اس کو اختیار دیا ہے کہ اپنے قبلہ
نفل نماز پڑھنے میں قبلہ رخ ہو جائے۔

حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ رحمۃ کے بارے میں یہ بات
یہ ہے کہ آپ نے اپنی تربیت بندے کے ذمہ نہیں رکھی۔ بلکہ
کے لئے ہر ایک کو اپنی طرف بلایا۔ اور جو آپ کی طرف آیا
آپ نے اس کی پرورش اپنے ذمہ لی۔ اور جو

اگر اس کے باوجود میں اپنے شوہر کے گھر کی صاف ستھرائی نہ کروں تو
یہ ہوں کہ ایک نیک بی بی کے لیے یہ بات بڑا عیب ہے کہ وہ اپنے شوہر کی خدمت
کرے اور اپنے شوہر اور بچوں کی خدمت سے فارغ ہو کر اپنے مالک رب کی بندگی
نہ کرے۔

لطیفہ مگر آج کل تو میاں صاحب کی عبادت کا جو حال ہے وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں
کسی گاؤں میں کوئی مولوی صاحب فرنگ کے لیے برسے تھے وہاں
بیبیوں کے نماز کے عذاب کا بیان شروع کر دیا بہت سی عورتیں بیٹھی گڑگڑا کر
رو رہی تھیں کہ ایک بی بی بگڑ گئیں کہ یا اللہ! یہ عجیب مولوی ہے کہ ہمیں لوگوں سے
چھپا کر بھی کوئی پاؤں پیٹا، نذرانہ دیا مگر یہ ہمیں لوگوں کی بڑی بات کرتا
ہے۔ سب بیبیاں نماز کی بیبیاں سے کر مولوی پر ٹوٹ پڑیں۔ جب لوگوں نے
دیکھا کہ تقریر بند ہو گئی تو انہوں نے فوراً بیبیوں سے پیچھا چھڑایا۔ بیبیوں
بھائیو! یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ جمعہ اور عید کی نماز پڑھتے ہو یا نہیں؟ تو سب بولے کہ
کیوں نہیں صاحب! ہم لوگ توحید کی نماز سے اتنے مشتاق رہتے ہیں کہ بعض دفعہ
تو ہم لوگ بڑے شوق کے انتظار میں رات ہی کو گھر پر نہیں آتے تو پھر نہ بال بچے
ہیں اور اس قدر بڑا ہجوم چلتے ہیں کہ لوگ عید گاہ پر پہنچ جاتے ہیں اور ہم
لوگ عید گاہ میں جا کر کئی صف میں کھڑے ہو کر نماز عید پڑھتے ہیں تو مولوی صاحب
نے فرمایا کہ سبحان اللہ، ماشاء اللہ! مرحبا! مرحبا! رہے بھائیو، جب تم لوگ
عید کی نماز پڑھتے ہو جب تو تم لوگ نماز کی نیت سے تو نماز کی نیت کو بہت
اچھا کہتے ہے۔ تم لوگ خواہ مخواہ بچوں سے نہیں ہنستے

اسی طرح سے نمازیوں کا پتہ دوسری بھی ایک صاحب نے کہا کہ بھائیو تم
لوگ بالکل جنٹلمین ہو تم لوگوں نے مولوی صاحب کا وعظ نہیں سنا۔ مولوی صاحب
نے تو ان لوگوں کو بڑا اچھا بہت اچھا کہا جو نماز کی نیت تکبیر اولیٰ کے
ساتھ کرتے ہیں۔ تم لوگ کبھی نماز پڑھتے ہی نہیں اس لیے تم لوگوں کی نماز

آواز سنائی دیتی ہے جو لوگ نماز پڑھتے ہیں جو دعا کی بات سن کر سب نماز پڑھ چکے تو ذرہ ٹھہرا ہوا اور غریب مزدوری کو مست پوتھی جو بچی ہوئی سوکھی پاسے نیچے بیٹھ کر کھانے کو آسے۔

حکایت ۱۰۱

اس طرح کسی گاؤں کی مسجد میں ایک زمانہ تھہرا کرتے تھے ان کی مسجد میں ایک بیل آگیا مولانا اپنا لٹھ لے کر دوڑے بیل کو بھگا دیا۔ بیل کا مالک دوڑا ہوا مسجد میں آیا اور گرم ہو کر بولا کہ جی! آپ نے میرے بیل کو کیوں مارا؟ مولانا لٹھ بھی ٹیک کر بیٹھ گئے کہ جاہل! تیرا بیل مسجد میں گیا تھا۔ پیشاب کر دیتا تو کیا ہوتا؟ بیل والا ٹل ہو گیا تو کہنے لگا کہ جی! آپ نے اتنا تو نہیں کیا تھا کہ آخر بے زبان ہی تو تھا۔ بے عقل بے ہی تو تھا جو مسجد میں چلا آیا۔ مولانا آپ بھات سے سمجھ دیجئے کہ آپ نے کتنی بڑی بات کو۔ یعنی میرے باپ دادا کو مسجد میں آتے دیکھا؟

تم نے غور کیا؟ بیل تھا اس لئے مسجد میں چلا گیا۔ آج کل بہت سے ایسے ہیں جو مسجد کے بھائے دنوں کو لوگ بے وقوف اور بیل سمجھتے ہیں۔ اور نئے نئے فیشن کو بڑی مسجد کے بجائے اسمبلی کا پیکر لگائے پھرتے ہیں۔ لوگ نہ سمجھتے ہیں۔ بزرگوں نے اسی ذہنیت پر کیا خوب طنز کیا ہے کہ

اسلام کی دولت کا کیا حال کہوں تم سے
کونسل میں بہت پیدا مسجد میں فنا ہونا

تو بات تو یہ کہ آپ کی ذکر کی ہوئی تو صفتوں میں سے دوسری صفت "ہدیٰ" بیان کرنا تھا اب تیسری صفت "الحامدون" کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ آدمی کو جب یہ پتہ ہے کہ دنیا راحت کی جگہ نہیں مصیبت کی جگہ ہے۔ یہ صفت سے ہر وقت اس پر نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ آرہا ہے مگر انسان یہ کہ آج تک ایسا ہے کہ کوئی صفت بھی

ہیں اور روزہ بھی کی جاتے ہیں۔

روزہ نہ رکھنے پر نواب سنا ہے کہ ایک نواب صاحب تھے، ہوا دھی رہتے تھے۔ ان کے متعلق مشہور کیا کرتے تھے کہ یہ فرائض کی ادائیگی اور نماز کی پابندی سے بہت گھبراتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی بہانہ کیا کرتے تھے اور نماز سے بچتے تھے۔ اگر دوپہر کو کواڑ بند کر کے روزہ نہ رکھتے۔ محلے کے لڑکوں کو پتا چلا تو انہوں نے پوچھا کہ نواب صاحب! آپ روزہ کیوں نہیں رکھتے؟ آپ نے ہنس کے ساتھ ہی فرمایا کہ نواب صاحب اپنے ارے ہنسنے کے تمام کی طرح شروع ہو گئے اور گرنے کو ہو گئے کہ چپ نہ ہو۔ لونڈو، تم کیا جانو؟ بڑی مشکل بات ہے۔ اسے تو روزہ رکھنا ہی ہو گا۔ کروں ہو کہ نہ رکھوں ہو۔ کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ روزہ نہیں رکھتا ہوں کیا ہوا؟ سحری اور افطاری کی تو کمی پڑتا ہوں۔ اس کا کتنا جرمانہ ہے؟ کم سے

برادرانِ اسلام! نیز ہر کیفیت آپ سنتے ہیں یا نہیں سنتے اس بیان کا سبب سمجھ لیا۔ اب پانچویں وقتی صفت کا اس طرح ذکر فرمایا کہ **الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ** نماز کو ہمیشہ پابندی کرنے والے، جو ہمیشہ کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا کیا بڑا ہے؟ نماز تمام ارکان اسلام میں سب سے زیادہ اور اہم ہے۔ حدیث ثابت ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز قائم کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو برباد کر دیا اس نے دین کو برباد کر دیا۔

قرآن و حدیث میں نماز ترک کرنے والوں کے بارے میں بڑی بڑی شدید وعیدیں آئی ہیں ان کو سن کر ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بالکل ہم جیسے ان باتوں سے بالکل بے فکر ہیں ان کو اس وقت بڑا ہی خوف کرنا چاہیے۔ قدروں کا ارشاد ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا ... پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے

اَلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الشَّهٰدٰتِ
فَاطِرَ يَسْتَوْنَ غَيْبَةً

نے اور اوائل زمانہ سے مذکور ہوتا رہا
اور خواہشات نفس کی پیروی کی۔ یہ لوگ خدا
ہندگی کی راہ میں دخل کھڑے ہوئے گے
ہیں کہ ہم نبی ہیں۔

حضرت ابوذر رضی کیا ہیں ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے روایت ہے کہ ابوذر رضی جہنم کی ایک ایسی وادی ہے کہ خود جہنم اس سے
پناہ مانگتی ہے یہ عذاب کی وادی ان لوگوں کے لئے تیار
کی گئی ہے۔ جو علماء باجماعت کے تمسخر اڑانے والے ہیں۔

اے ایمان والو! برادران ملت! سوچو تو سہی کہ ہم میں سے کون
ہے جو ابوذر رضی کے عذاب کی تاب لا سکتا ہے؟ لہٰذا اس کے لیے اے بزرگو!
اور بھائیو! علماء باجماعت کی پابندی کرو۔ سنو کہ آج ہم میں وہ
لوگ نہ رہے جنہوں نے علماء باجماعت سے اس قدر سنی و اپروائی برتی ہے
جس کی سزا اسی زمین کے اوپر دوا اسی زمین کے نیچے ان کو ملی
تھی کہ

یا تبت تو نہ ہوتا کہ وقت نماز ! قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
یہ بھی تھے بندے کہ تنومند و جگر گوشہ و زیبا ! نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

حضرت یہ ایک ایسا نازک مگر یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو انتہائی شدت
کے ساتھ ہم سے تقاضا کر رہی ہے کہ ہم مسلمانوں کی ذلت و نکبت اور بربادی و ہلاکت کا
سب سے بڑا سبب ہی ہے کہ ہم نے خدا کی بارگاہ میں سربسجود ہونا یعنی نماز کا
ادا کرنا ہی ایسے سیدھے و سچے اللہ والوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے
نہیں ہیں تاریخ کی ٹھوکروں کی طرف سے ہم نے بہت سے تجربے مگر پھر بھی ہم

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

جنت کیا ہے؟

جنت کیا ہے، جنت رب العالمین کا وہ عظیم الشان محل ہے جس کے بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ

فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ ... جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ
وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ... کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے
رمشکوٰۃ ص ۴۹۱ ... دل میں اس کا خیال آیا۔

[illegible]

زکوٰۃ

یا الٰہی! حشر کی مرنی سے جب جڑ گئیں ہر
دامن تہ سب کی سنڑی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی! جب شیشہ پہ پہنا پڑے
ریت تلک کنڈ واسے پیشو کا ساتھ ہو

یا الٰہی! جب رضا خواب کی ہوئے
دوست بیدار شق شق کا ساتھ ہو

ز

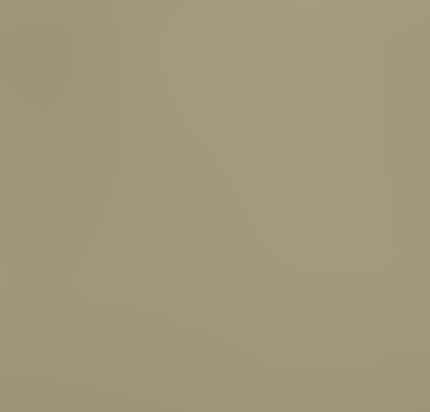

بخاری شریف

مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلناک علیہم حفیظا (القرآن)

جس نے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا اور جس نے پیٹھ پھیر لی تو ہم نے آپ کو ان کا نگہبان (ذمہ دار) بنا کر نہیں بھیجا

سُنَنِ ابنِ ماجہ

(عربی اردو)

جلد اوّل جلد دوم

امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ الربعی القزوینی رحمہ اللہ تعالیٰ

(المتوفی ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ)

ترجمہ: مولینا عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری

قیمت: مکمل سیٹ ۱۵۰/- روپے

ناشر

فرید بک سٹال ○ ۴۰ اردو بازار۔ لاہور ۲ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا (القرآن)

جس نے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت کی تو بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے بھی آپ کو ان کا نگہبان (ذمہ دار) بنا کر نہیں بھیجا

سُنَنِ ابُوداؤد شریف

(مُتَرجَم)

تصنیف

امام ابوداؤد سُلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۲ھ ——— ۲۷۵ھ

۸۱۷ء ——— ۸۸۹ء

ترجمہ و فوائد

مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

(مترجم صحیح بخاری، سنن ابن ماجہ، موطا امام مالک)

تقسیم کار

قیمت مکمل سیٹ تین جلدیں ۔/۳۰۰

فرید بُک سٹال ۴۰ اردو بازار۔ لاہور ۲ پاکستان

الحمد للہ تعالیٰ

کہ فرید بک سٹال لاہور اشاعت و طباعت کے عظیم تر توسیعی پروگرام کے تحت انشاء اللہ برصغیر کے نامور عالم دین اور عظیم سنی مفکر شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی صاحب کے رشحاتِ فکر کو زیورِ طبع سے آراستہ کر رہا ہے۔ انشاء اللہ حضرت علامہ مدظلہ العالی کی جملہ تصنیفات بہت جلد منصہ شہود پر آجائینگی۔

کارکنانِ فرید بک سٹال لاہور ربِ ذوالجلال کے بے پایاں فضل و کرم کیلئے سراپا سپاس گزار ہیں کہ اُس نے انہیں اکابر اہلسنت کی تصنیفات و تالیفات کو شائع کرنیکی توفیق بخشی، الحمد للہ علیٰ ذالک اس سلسلہ میں خلیل ملت حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب قدس سرہٗ اور سلطان الواعظین حضرت مولانا محمد بشیر صاحب مدظلہ کوٹلی لوہاراں کی تصنیفات نیز تراجم صحاح ستہ از علامہ مولینا عبدالحکیم خانصاحب اختر شاہجہانپوری مدظلہ اور حضرت مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب مدظلہ شائع ہو چکے ہیں علاوہ ازیں بیسیوں کتب مشتمل بر تفسیر، حدیث، تاریخ، تصوف، فقہ سیرت اور دیگر موضوعات پر شائع ہو چکی ہیں اور بیسیوں اپنی تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم اور حبیبِ ربِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضانِ نظر ہے

کہاں ہیں اور کہاں نکہتِ گل نسیمِ صبح تیری مہربانی

فرید بک سٹال، ۴۰۔ اردو بازار لاہور ۲